31

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

24 تا 30 اگست 2006ء

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

بُعد المشرقین

مال اور اولاد کی محبت
سورۃ التغابن کی روشنی میں

قیامت کے پیمانے

اسیر کس نے کیا ہے گلوں کی خوشبو کو

کراچی میں تنظیم اسلامی کی تشکیل
چند وضاحتیں

فاطمی وزیر شاور کی غداری

حدود آرڈیننس اور اُس میں ترامیم

تفہیم المسائل

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

عالم اسلام

جسے تم دین سمجھتے ہو، بے دینی ہے

بد قسمتی سے ہم ایک ایسے دور سے گزر رہے ہیں کہ ہر نیا آفتاب ایک نئی آفت لے کر طلوع ہوتا ہے اور ہر رات فتنہ و فساد اور ظلم و عدوان کی نئی تاریکی چھوڑ کر جاتی ہے۔ روز بروز انسانی قدریں پامال ہو رہی ہیں، دینی شعائر مٹ رہے ہیں، دل و دماغ مسخ ہو رہے ہیں۔ جہل و عناد کی اس تاریک فضا میں دینی حقائق کو اجاگر کرنا اور دین کی بالکل واضح، بدیہی اور موٹی موٹی باتوں کو سمجھنا بھی بے حد مشکل ہو چکا ہے۔ جب بدی نیکی کا روپ دھار لے، جب صریح منکر کو معروف کا نام دیا جائے، جب سراپا جہل کو علم سمجھا جانے لگے اور جب بے حیائی اور بے حمیتی کو شرافت و اخلاق کی سند مل جائے تو کون سمجھا سکتا ہے کہ یہ بات جسے تم دین سمجھ رہے ہو، بے دینی ہے اور جسے تم شرف و وقار سمجھتے ہو وہ ننگ انسانیت ہے۔ یوں تو دنیا میں حق و باطل کو گڈمڈ کرنے کی رسم بہت قدیم زمانے سے چلی آتی ہے اور حقائق اکثر ملتبس رہتے ہیں، لیکن اب تو عقلوں پر ایسا پردہ پڑا ہے کہ کسی صحیح بات کا انکشاف ہی نہیں ہوتا، بلکہ باطل محض کو حق کے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے، شعائرِ کفر کو اسلامی شان و شوکت کا ذریعہ بتایا جاتا ہے، فسق و فواحش کو تقویٰ خیال کیا جاتا ہے۔ آج کتنی چیزیں ایسی ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ کی توہین اور دین اسلام کی تذلیل ہوتی ہے، مگر بدفہمی کا یہ عالم ہے کہ انہی کو دین اسلام کے احترام کا ذریعہ بتایا جاتا ہے، جن چیزوں کو کل تک اعدائے اسلام رسول اللہ ﷺ سے بغض و نفرت کے اظہار کے لیے استعمال کرتے تھے، آج انہی چیزوں کو اسلام کے نادان دوست اسلام سے عقیدت کا مظاہرہ کرنے کے لیے اپناتے ہیں، ذہن و قلب کے مسخ ہو جانے کا قبیح منظر اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے؟

مولانا محمد یوسف بنوریؒ

الہدیٰ (244)

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ النساء

(آیات 171 تا 173)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ؗ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

''اے اہلِ کتاب اپنے دین (کی بات) میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو۔ مسیح (یعنی) مریم کے بیٹے عیسیٰؑ (نہ اللہ تھے نہ اللہ کے بیٹے بلکہ) اللہ کے رسول اور اس کا کلمۂ (بشارت) تھے جو اُس نے مریم کی طرف بھیجا تھا اور اُس کی طرف سے ایک روح تھے تو اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور (یہ) نہ کہو (کہ اللہ) تین ہیں۔ (اس اعتقاد سے) باز آؤ کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اللہ ہی معبودِ واحد ہے اور اس سے پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔ مسیحؑ اس بات سے عار نہیں رکھتے کہ اللہ کے بندے ہوں اور نہ مقرب فرشتے (عار رکھتے ہیں)۔ اور جو شخص اللہ کا بندہ ہونے کو موجبِ عار سمجھے اور سرکشی کرے تو اللہ سب کو اپنے پاس جمع کر لے گا۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے وہ اُن کو اُن کا پورا بدلہ دے گا اور اپنے فضل سے کچھ زیادہ بھی عنایت کرے گا۔ اور جنہوں نے (بندہ ہونے سے) عار (وانکار) اور تکبر کیا اُن کو وہ تکلیف دینے والا عذاب دے گا' اور وہ اللہ کے سوا اپنا حامی اور مددگار نہ پائیں گے۔

اہلِ کتاب کو دین میں غلو کرنے سے روکا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف صرف وہی بات منسوب کرو جو واقعتاً درست ہو۔ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا اور کہنا کہ یہ اللہ نے کہا ہے' بہت بڑی دیدہ دلیری ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہوا کہ بازی بازی' بارِیش بابا ہم بازی۔

دیکھو مسیح (عیسیٰ بن مریم) اللہ کے رسول تھے۔ وہ نہ تو اللہ کے بیٹے ہیں اور نہ ہی الوہیت میں حصہ دار بلکہ اُس کا کلمہ ہیں جو اس نے مریم پر ڈالا۔ یعنی مریمؑ کے رحم میں حضرت عیسیٰؑ کا جو حمل ہوا ہے وہ اللہ کے کلمۂ ''کُـن'' کے طفیل ہوا ہے۔ انسان کی پیدائش میں ایک حصہ ماں کا اور ایک حصہ باپ کا ہوتا ہے لیکن حضرت مسیحؑ کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ اُن کی ولادت میں ماں والا حصہ تو پورا موجود ہے۔ حضرت مریمؑ کو حمل ہوا ہے' آپ رحمِ مادر میں رہے ہیں' لیکن باپ والا حصہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں جہاں پر بھی اس طرح کا material link ٹوٹا ہے' وہاں اللہ کے امرِ کُن نے کفایت کی ہے۔ اس معنی میں حضرت مسیحؑ اللہ تعالیٰ کے کلمے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص روح ہیں۔

ویسے تو سب کی ارواح اللہ کی طرف سے ہیں' لیکن روحوں کے بھی درجے اور اونچے مراتب ہیں۔ ایک روحِ محمدیؐ ہے جس کو عام طور پر ہمارے علماء نورِ محمدی کہتے ہیں اس لئے کہ روح نورانی شے ہے۔ ملائکہ بھی نور سے پیدا ہوئے ہیں اور انسانی روحیں بھی نور سے پیدا ہوتی ہیں۔ جنات نار (آگ) سے پیدا ہوتے ہیں۔ حیوانات اور انسان کا حیوانی جسم مٹی اور پانی سے پیدا ہوا ہے۔ انسانی ارواح نورانیہ ہیں اور ہر روح کی اپنی اپنی شان ہے' پس عیسیٰؑ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص روح ہیں جو امتیازی شان رکھتی ہے۔

پس اے اہلِ کتاب! تم ایمان لاؤ اور اللہ اور اُس کے رسولوں پر اور دیکھو' تثلیث (Trinity) کا عقیدہ مت گھڑ لو۔ یہ نہ کہو کہ ایک میں تین ہیں اور تین میں ایک' اس سے باز آ جاؤ' اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ جان لو! اللہ تو معبودِ واحد ہے' تنہا ہے۔ وہ اس بات سے پاک ہے کہ اُس کا کوئی بیٹا ہو۔ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے سب اُسی کا ہے۔ اُس کو اولاد کی کوئی حاجت نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بطور کارساز کافی ہے۔

مسیحؑ کو تو ہرگز اس بات میں کوئی عار نہیں کہ اس کو اللہ کا بندہ کہا جائے بلکہ اُسے تو اللہ کا بندہ ہونے میں اپنی شان محسوس ہوگی۔ عبدیت تو بہت ارفع اور اعلیٰ درجہ ہے۔ مقرب فرشتوں کو بھی کوئی عار نہیں کہ انہیں اللہ کا بندہ سمجھا جائے۔ اور جو کوئی بھی اللہ کی بندگی میں عار سمجھے گا اور تکبر کرے گا' اُسے یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے پاس اکٹھا کرے گا۔ پس جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہوں گے' اللہ انہیں پورا اجر دے گا اور خاص اپنے فضل سے مزید بھی دے گا۔ جیسے کسی نے بہت اچھا کام کیا ہو تو اُسے انعام بھی دیتے ہیں اور جنہوں نے عبدیت کے اندر کوئی عار محسوس کی تھی اور تکبر کیا تھا' انہیں وہ دردناک عذاب دے گا۔ ایسے لوگ اپنے لئے اللہ کے سوا یا اللہ کے مقابلے میں کوئی حمایتی یا مددگار نہیں پائیں گے۔

فرمانِ نبویؐ

مسلمان ظلم کا حامی نہیں ہوسکتا

چودھری رحمت اللہ بٹر

عَنْ اَوْسِ بْنِ شُرَحْبِيْلٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ((مَنْ مَشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِيُقَوِّيَهٗ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ)) (مشکوٰۃ' باب الظلم)

حضرت اوس بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: ''جو شخص ظالم کو ظالم سمجھتے ہوئے اس کا ساتھ دے وہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔''

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بُعدالمشرقین

گھاس کھا کر گزارہ کریں گے لیکن ایٹم بم ضرور بنائیں گے۔ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے' ہم کسی کو اپنی شہ رگ پر قابض ہونے کی اجازت نہیں دیں گے' چاہے اِس کے لیے ہمیں بھارت سے ہزار سال تک جنگ لڑنی پڑے۔ یہ تقدیر کا فیصلہ نہیں ہے کہ تیسری دنیا کے عوام ہمیشہ غریب اور کمزور رہیں۔ اسلامی دنیا متحد ہو کر مغرب کی استحصالی پالیسی کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ عربوں کو تیل کا ہتھیار استعمال کرنا ہوگا۔ امریکی پاکستان اور بھارت کو اپنے ٹخنوں پر کاٹنے والے کتے قرار دیتے ہیں' ہم آئندہ کچھ اوپر کاٹیں گے۔ امریکہ سفید ہاتھی ہے' وہ مجھے کچل دینا چاہتا ہے اور میں اِس سازش کو راجہ بازار میں عوام کے سامنے لے آیا ہوں۔

پاکستان پیپلز پارٹی کے بانی چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی سیاسی زندگی میں جو اہم بیانات دیئے تھے' اُن میں سے درج بالا چند جملے ہمیں اِس لئے یاد آ گئے کہ حال ہی میں ذوالفقار علی بھٹو کی سیاسی جانشین اور لاڈلی بیٹی محترمہ بےنظیر بھٹو نے بھارت کے ایک اخبار ''دی ہندو'' کو انٹرویو دیتے ہوئے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ بھٹو کے خیالات کے بالکل برعکس ہیں۔ انہیں پڑھ کر ایسا لگتا ہے کہ وہ بھٹو کی سیاسی جانشین نہیں' نظریاتی دشمن ہیں۔ اُن کے انٹرویو کا خلاصہ یہ ہے کہ پاکستان میں دینی مدرسے دہشت گردی کے فروغ کا ذریعہ ہیں۔ بوتل بموں کے ذریعے امریکی جہازوں کو تباہ کرنے کے منصوبہ میں جماعت الدعوۃ شریک ہو سکتی ہے اور اُس نے اِس منصوبہ پر عمل درآمد کے لیے زلزلہ زدگان کے لئے جمع شدہ رقم استعمال کی ہے۔ اسامہ ہمارے قبائلی علاقے میں موجود ہے اور مشرف اُسے پکڑنا نہیں چاہتے۔ افغانستان میں اتحادی فوجیوں کے خلاف جو مزاحمت ہو رہی ہے' پاکستان اُسے سپورٹ کر رہا ہے۔ پاکستان کی دہشت گردی کے خلاف جنگ محض نمائشی اور دکھاوے کی ہے۔ اسامہ بن لادن کو پاکستانی فوج کے سخت گیر عناصر اور وزیرستان کے عسکریت پسندوں کی حمایت حاصل ہے۔ اِسی لئے امریکہ اسامہ کو گرفتار کرنے میں کامیاب نہیں ہو رہا۔ اِن باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ وہ یہ چاہتی ہیں کہ پاکستان کو دہشت گرد قرار دینے کے حوالہ سے اُن کے بیانات اور انٹرویو انہیں وعدہ معاف گواہ کا درجہ دلا دیں۔

بےنظیر صاحبہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کے بارے میں بھی منفی اور ضرر رساں بیان بازی کر چکی ہیں۔ اِس سے پہلے اُن پر اپنے ایک وزیر کے ذریعے مشرقی پنجاب میں سکھ علیحدگی پسندوں کی فہرستیں بھارتی حکومت کے حوالے کرنے کا الزام ہے' جو اُن کے اپنے اِس بیان سے اور موکد ہوتا ہے کہ ہم اگر مشرقی پنجاب میں راجیو حکومت کی مدد نہ کرتے تو آج نہ جانے ہندوستان کا کیا حال ہوتا۔ مسئلہ کشمیر پر اُن کی پالیسی بھی بھٹو کی پالیسی سے ہرگز مطابقت نہیں رکھتی۔ وہ کشمیر کہ جس کے بارے میں ذوالفقار علی بھٹو کے جذبات کسی دوسرے پاکستانی سے کمتر نہیں تھے' جب بھارتی وزیراعظم راجیو نے اسلام آباد میں بےنظیر بھٹو کی موجودگی میں کہا کہ کشمیر نام کا کوئی تنازعہ موجود نہیں اور کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے' تو پاکستان کی وزیراعظم بےنظیر بھٹو شرما کر رہ گئیں اور اُن سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ اُن کی بات کی زبانی ہی تردید کر دیتیں۔

ہم ذوالفقار علی بھٹو کے مداح نہیں' نہ وہ ہماری پسندیدہ شخصیت تھے۔ بھٹو کا عملی طور پر اسلام سے دور کا تعلق بھی نہ تھا' لیکن اپنی ذات کے حوالہ سے چند بےہودہ باتیں کرنے کے علاوہ اُنہوں نے اسلامی شعائر کی تضحیک کرنے کی کبھی جرأت نہ کی تھی' جبکہ محترمہ شرعی سزاؤں کو ظالمانہ سزائیں قرار دے چکی ہیں (نقل کفر کفر نباشد)۔ ہم نے یہ تضاد قارئین کے سامنے اِس لئے رکھا ہے کہ وہ جانیں کہ ہمارے سیاسی لیڈر کتنے بڑے شعبدہ باز ہیں۔ بھٹو کی عظمت کے گُن گائے جاتے ہیں۔ بھٹو کو آزاد خارجہ پالیسی کا معمار قرار دیا جاتا ہے۔ ''اسلام ہمارا دین ہے'' کے نعرہ کو اب بھی پاکستان پیپلز پارٹی کے آئین میں ستون کی حیثیت حاصل ہے۔ اور عملی صورتحال یہ (باقی صفحہ 15 پر)

"تا خلافت کی بناءَ دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر"

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 15 — شمارہ 31

24 تا 30 اگست 2006ء

28 رجب تا 4 شعبان المعظم 1427ھ

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا

سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' **طابع**: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور۔54000

فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36۔کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔54700

فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک...... 250 روپے

بیرون پاکستان

انڈیا---------------(2000 روپے)

یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)

امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر

''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں

چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

تینتیسویں غزل

(بالِ جبریل' حصّہ دوم)

خرد مندوں سے کیا پوچھوں کہ میری ابتدا کیا ہے — کہ میں اس فکر میں رہتا ہوں' میری انتہا کیا ہے!
خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے — خدا بندے سے خود پوچھے' بتا تیری رضا کیا ہے!
مقامِ گفتگو کیا ہے اگر میں کیمیا گر ہوں — یہی سوزِ نفس ہے اور میری کیمیا کیا ہے!
نظر آئیں مجھے تقدیر کی گہرائیاں اس میں — نہ پوچھ اے ہمنشیں مجھ سے وہ چشمِ سرمہ سا کیا ہے!
اگر ہوتا وہ مجذوبِ فرنگی اس زمانے میں — تو اقبال اس کو سمجھاتا مقامِ کبریا کیا ہے!
نوائے صبحگاہی نے جگر خوں کر دیا میرا — خدایا جس خطا کی یہ سزا ہے وہ خطا کیا ہے؟

1۔ ابتدا اور انتہا یہ دو لفظ دونوں مصرعوں کی جان ہے اور ان کے تقابل سے شعر میں بڑی دل کشی پیدا ہوگئی ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ میں فلسفیوں سے یہ دریافت نہیں کرنا چاہتا کہ میری ابتدا کیا ہے' کیونکہ میں جانتا ہوں کہ کوئی فلسفی اس بنیادی سوال کا صحیح اور تسلی بخش جواب نہیں دے سکتا کہ انسان کی ابتدا کیونکر ہوئی' اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اِس سوال کا جواب عقل کی دسترس سے باہر ہے۔ پس انسان کو لازم ہے کہ وہ اپنی ابتدا پر غور نہ کرے' کیونکہ اِس سوال کا جواب کسی نے دیا ہے نہ دے سکتا ہے' بلکہ پوری توجہ اس امر پر مبذول کرے کہ میں اپنے نفسِ امارہ کو نفسِ مطمئنہ کے مقام پر کیسے پہنچاؤں۔ اللہ نے انسان کو ابتدا کا علم نہیں دیا' لیکن انتہا کا علم دے دیا ہے۔

2۔ خودی کی بلندی سے اقبال کی مُراد ہے' خودی کی وہ حالت جب وہ رضائے الٰہی میں بالکل فنا ہو جائے' جسے تصوّف کی اصطلاح میں "رضا بالقضا" کہتے ہیں' یعنی بندہ اللہ کی مشیت کے سامنے اس طرح سرِ تسلیم خم کر دے کہ اُس کی مرضی بالکل وہی ہو جائے جو اللہ کی مرضی ہے' اور اُسے اللہ کے احکام کی تعمیل میں ایسی لذت محسوس ہو' گویا وہ حکم خود اُسی نے جاری کیا تھا۔ پس اقبال مسلمان سے یہ کہتے ہیں کہ اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی کے تابع کر دو' یا اُس کی مرضی میں فنا کر دو۔ اگر تم ایسا کرلو گے' تو اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوگا۔ تمہاری دُعائیں قبول ہوں گی اور تمہیں عزت وافتخار اور سربلندی نصیب ہوگی۔

3۔ کیمیا گر کے لغوی معنی ہیں' وہ شخص جو ادنیٰ قسم کی دھاتوں کو کیمیا گری سے سونے میں تبدیل کر دے۔ لیکن اقبال نے اس لفظ کو بطور اصطلاح اپنے لیے استعمال کیا ہے' جس سے اُن کی مراد یہ ہے کہ میرے کلام میں یہ تاثیر ہے کہ اگر کوئی شخص اسے سمجھ کر پڑھے تو اُس کی ذہنیت میں تبدیلی پیدا ہوسکتی ہے۔ اگر میں کیمیا گر ہوں تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ میرے سوزِ نفس (عشق) نے میرے کلام میں یہ تاثیر پیدا کر دی ہے کہ پڑھنے والے کے خیالات میں پاکیزہ قسم کی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔

4۔ "تقدیر کی گہرائیوں" سے مراد وہ بلند ترین رُوحانی مقامات ہیں جو ایک سالکِ طریق اپنی جدوجہد سے حاصل کر سکتا ہے۔ "چشمِ سُرمہ سا" سے اقبال کی مراد نگاہِ مرشد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مرشدِ کامل کی توجہ سالک کو روحانیت کے بلندترین مقام پر فائز کرسکتی ہے۔

5۔ مجذوبِ فرنگی سے اقبال کی مراد جرمن فلسفی نطشے (1844ء۔1900ء) ہے۔ عمر کے آخری حصے میں 1889ء میں اُس کا دماغ خراب ہو گیا تھا' اور بقیہ زندگی اِسی دیوانگی کے عالم میں بسر ہوئی۔ اُس کی تصانیف میں "فرمودۂ زرتشت" سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اُس نے اسی کتاب میں "فوق البشر" کا نظریہ پیش کیا تھا۔ اقبال کے مردِ مومن اور نطشے کے فوق البشر میں جزوی مماثلت پائی جاتی ہے' لیکن اصولی اختلافات بھی ہیں۔ اقبال کا مردِ مومن دنیا میں اللہ کا نائب ہے اور دنیا والوں کے لیے رحمت ہے' لیکن نطشے کا فوق البشر کسی بالاتر ہستی (اللہ) کا معترف نہیں ہے۔ شعر کا مطلب واضح ہے۔ اقبال نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اگر نطشے میرے زمانے میں ہوتا تو میں اُسے اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اُس کی توحید کے بارے میں سمجھاتا۔

6۔ کہتے ہیں کہ اے اللہ! آخرِ شب کی گریہ وزاری نے میرا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ اتنا تو بتا دے کہ مجھے کس خطا کی یہ سزا مل رہی ہے۔ دوسرے مصرعے میں تجاہلِ عارفانہ کا رنگ ہے۔ اقبال جانتے ہیں کہ وہ خطا کیا ہے۔

منبر و محراب

ایمان کے ثمرات و نتائج کے حصول میں اہم رکاوٹ

مال اور اولاد کی محبت

سورۃ التغابن کی آیات 14' 15 کی روشنی میں

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کے خطبۂ جمعہ کی تلخیص

آیات قرآنی کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد!

حضرات! آج ہمیں سورۃ التغابن کی آیات 14' 15 کا مطالعہ کرنا ہے' لیکن اس سے پہلے آیت نمبر 13 کی' جس پر گزشتہ نشست میں بحث کی گئی تھی' کچھ مزید وضاحت کر دی جائے۔ اس آیت میں ایمان کے تیسرے لازمی نتیجہ کا تذکرہ ہے۔ فرمایا:

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝﴾

''اللہ (جو معبود برحق ہے اُس) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' تو مومنوں کو چاہئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں''

توکل علی اللہ کی کیا اہمیت ہے' اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسے آسمانی ہدایت کا نچوڑ اور حاصل بتایا گیا ہے۔ چنانچہ سورۂ بنی اسرائیل کے آغاز میں جہاں تورات کی تعلیمات کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے' فرمایا:

﴿وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝﴾ (بنی اسرائیل)

''اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی تھی اور اُس کو بنی اسرائیل کے لئے رہنما مقرر کیا تھا کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ ٹھہرانا''

یعنی تورات کی تمام تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف اللہ کو کارساز سمجھا جائے۔ اللہ کے سوا اور کوئی ہستی نہیں جو بھروسے کے قابل ہو' نفع و نقصان کی مالک ہو' اس لئے ایمان حقیقی کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ بندۂ مومن اللہ ہی کو اپنا کارساز سمجھے۔ اُسے نفع و نقصان' عزت و ذلت' فقر و غنا' زندگی اور موت کا مالک سمجھے۔ اگر اُس کے اندر یہ یقین نہیں' اور وہ اللہ پر توکل کی دولت سے محروم ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایمان حقیقی سے بہرہ مند نہیں ہے۔ بقول اقبال

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

چونکہ دنیا عالم اسباب ہے۔ یہاں ہر چیز جو انسان تک پہنچتی ہے' اور ہر واقعہ جو اُسے پیش آتا ہے' اسباب کی کڑیوں سے ہو کر آتا ہے۔ لہٰذا وہ اپنی کوتاہ نظری کے سبب اپنی نگاہیں اسباب پر گاڑھ لیتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہ واقعہ جو پیش آیا ہے فلاں عمل کا نتیجہ ہے۔ وہ ''cause and effect'' کے خیالوں میں کھویا رہتا ہے' اسے یہ بات یاد ہی نہیں رہتی کہ یہ اسباب تو اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں۔ وہی مسبب الاسباب ہے۔ وہی فاعل حقیقی ہے۔ ہر جگہ اسی کی مشیت کارفرما ہے۔ درخت کا کوئی پتہ بھی جنبش نہیں کرتا جب تک اللہ کے علم میں نہ ہو' یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر لقمہ جو انسان کے حلق سے اترتا ہے' اللہ سے اجازت مانگتا ہے کہ آیا اس آدمی کے حق میں غذا کا کام کروں یا اس کے لئے زہر بن جاؤں۔

> یاد رکھئے! یہ مال و دولت اور اولاد دنیا کی زینت ہیں' روزِ محشر انسان کے کسی کام نہ آسکیں گے۔ اُس دن انسان چاہے گا کہ اُن سب کو فدیہ دے کر اللہ کی پکڑ سے چھوٹ جائے' مگر ایسا ممکن نہیں ہوگا

توکل علی اللہ کی جانچ اس وقت ہوتی ہے جب اسباب کے تمام دروازے بند نظر آتے ہیں اور ظاہری طور پر حالات انسان کے یکسر ناموافق ہو جاتے ہیں۔ اگر ایسے میں بھی آدمی کو یقین ہو کہ اللہ کی ذات راستہ نکالنے والی اور مجھے بچانے والی ہے۔ وہ نہ چاہے تو کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ تمام فیصلے اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ وہ میرے ساتھ ہے تو مجھے کسی شے کا کوئی ڈر نہیں۔ اگر انسان کے اندر اس طرح کا یقین اور اعتماد ہو تو وہ توکل کی آزمائش میں کامیاب قرار پاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اس کے لئے راستہ بھی کھول دیتا ہے۔ اس سلسلے میں دو مثالیں پیش کی جا رہی ہیں۔

توکل علی اللہ کی ایک بہترین مثال نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں غار ثور کا واقعہ ہے' جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہوا ہے۔ نبی اکرم ﷺ مکہ سے مدینہ ہجرت کے ارادے سے نکلے' آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق ؓ بھی تھے۔ دوران سفر غار ثور میں قیام کیا۔ صبح ہوئی تو کفار بھی کھوجیوں کی مدد سے غار کے دہانے تک پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو فکر لاحق ہوئی' مگر آپؐ نے نہایت ہی اعتماد اور سکون سے فرمایا:

﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ (عنکبوت:33)

''گھبراؤ نہیں' اللہ ہمارے ساتھ ہے''

اور واقعتاً ایسا ہی ہوا۔ اللہ نے ایسی تدبیر کی کہ کفار غار کے اندر جھانک کر دیکھ ہی نہ سکے۔

توکل علی اللہ کے ضمن میں حضرت موسیٰ کا وہ واقعہ بھی بہت اہم ہے جو قرآن حکیم میں مذکور ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم (بنی اسرائیل) کو لے کر مصر سے نکلے' لاکھوں افراد آپ کے ساتھ تھے' لیکن یہ وہ لوگ تھے جن میں صدیوں کی غلامی کے نتیجے میں کم ہمتی اور بزدلی کی بیماری پیدا ہو چکی تھی۔ آپ اپنی قوم کو لے جا رہے تھے کہ سمندر پر پہنچے جبکہ آپ کے پیچھے فرعون کا لشکر آ رہا تھا۔ اب کیفیت یہ تھی' آگے سمندر تھا اور پیچھے فرعونی لشکر' قوم کو سخت خوف لاحق ہوا' اور سرداران قوم حضرت موسیٰ ؑ سے کہنے لگے' ہم تو پکڑے گئے' تم نے ہمیں مروا دیا۔ اس موقع پر آپ نے نہایت تسلی سے جواب دیا:

﴿كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝﴾ (الشعراء)

''ہرگز نہیں' میرا رب میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھے ضرور راستہ دے گا''

اور وہی ہوا۔ اللہ کے حکم سے سمندر دو حصوں میں بٹ گیا اور درمیان میں سے راستہ بن گیا اور موسیٰ ؑ نے اپنی قوم کے

ساتھ سمندر عبور کر لیا۔ اِن دو مثالوں کے علاوہ اور بھی بے شمار مثالیں ہیں‘ جو سیرت انبیاءؑ سے پیش کی جاسکتی ہیں۔

آج کے دور میں بھی جبکہ ہر طرف کفر کی یلغار ہے‘ کچھ لوگ ایسے موجود ہیں جو وقت کے دجال کے خلاف معرکہ آراء ہیں۔ وہ کسی صورت سر جھکانے کو تیار نہیں۔ بلاشبہ اُن لوگوں میں بھی توکل علی اللہ کے درجے کا ایمان ہے۔ اِس لئے کہ بظاہر حالات اُن کے یکسر ناموافق ہیں۔ ہوا کا رُخ اُن کے بالکل خلاف ہے۔ اس کے باوجود وہ اللہ پر توکل کے سہارے حق کے لئے لڑ رہے ہیں۔

اب آیئے‘ آیات 14 اور 15 کی طرف! ان دو آیات میں ایک اہم مضمون آ رہا ہے‘ اور وہ ہے: ایمان کے ثمرات کے حصول میں حائل اہم رکاوٹیں‘‘۔ بندۂ مومن کے دل میں جب ایمان راسخ ہو جائے تو لازم ہے کہ اُس میں تسلیم و رضا کی کیفیت پیدا ہو‘ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا جذبہ بیدار ہو اور اُس میں صرف اللہ تعالیٰ پر ہی توکل و اعتماد کی صفت پیدا ہو‘ مگر ایمان کے ان ثمرات اور نتائج کی راہ میں بہت سی رکاوٹیں حائل ہیں۔ اُن میں سے کچھ تو وہ ہیں جن کا بار بار ذکر قرآن حکیم کے دیگر مقامات پر ہوا ہے۔ ان میں سب سے بڑی رکاوٹ تو شیطان ہے‘ جسے انسان کا دشمن قرار دیا گیا ہے‘ اور انسان کو متنبہ کر دیا گیا ہے کہ یہ تمہیں صراطِ مستقیم پر چلنے میں رکاوٹیں ڈالے گا۔ لہٰذا اس کی بات نہ ماننا۔

﴿وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾ (البقرہ)

’’اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرنا‘ بے شک یہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔‘‘

راہِ حق میں ایک اور بڑی رکاوٹ خود انسان کا نفس امارہ ہے‘ جو انسان کو برائی کی طرف مائل کرتا ہے اور راہِ حق سے روکنے کے لئے طرح طرح کے بہانے تراشتا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ انسان اللہ اور اُس کے دین کے لئے قربانی دے اور جہاد کرے۔ اُس کی خواہش ہوتی ہے کہ انسان غفلت میں پڑا رہے‘ اور دنیا پرستی میں مگن رہے۔

مذکورہ دو اہم رکاوٹوں کے برعکس ان آیات میں جن رکاوٹوں کا ذکر ہے یہ وہ رکاوٹیں ہیں جن کی عام طور پر انسان پہچان نہیں کر سکتا۔ یہ رکاوٹیں انسان کی بیوی بچے اور مال و دولت ہے۔ بیوی اور اولاد کے متعلق فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ﴾ (التغابن)

’’اے ایمان والو! تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں تمہارے دشمن بھی ہیں۔ پس ان سے بچ کر رہو۔‘‘

یہ بڑا غیر معمولی انداز ہے‘ کیونکہ عام طور پر انسان یہ سمجھتا ہے کہ میری بیوی اور میری اولاد سب سے بڑھ کر میری خیر خواہ ہے‘ اور یہ خیال ایک حد تک صحیح بھی ہے کہ اولاد اللہ کی رحمت ہے اور بیوی اللہ کی نعمت۔ لیکن ایک اعتبار سے اِن میں انسان کے لیے بالقوہ خطرہ موجود ہے۔ وہ خطرہ یہ ہے کہ بیوی اور اولاد کی جو محبت اللہ نے انسان کے دل میں ڈال دی ہے‘ کہیں اپنی حدود کو پھلانگ نہ لے۔ اگر ایسا ہو جائے تو یہی محبوب رشتے حقیقت کے اعتبار سے انسان کے دشمن بن جاتے ہیں‘ کیونکہ ان کی خوشنودی کے لیے وہ اللہ کی نافرمانی کرنے لگتا ہے۔ اِس لئے حکم دیا گیا ہے کہ اُن سے بچ کر رہو۔ دیکھو! بیوی اور اولاد کی محبت تمہاری کمزوری (Weak Point) ہے‘ تو جیسے ہر دشمن دوسرے پر وار کرنے کے لیے اس کے کمزور پہلو دیکھتا ہے‘ اسی طرح تمہارا دشمن شیطان بھی انہی کی محبت کی وجہ سے تمہیں راہِ حق سے بھٹکا نہ دے‘ اللہ کی نافرمانی پر مجبور نہ کر دے۔ یاد رکھو! اگر ایسا ہو گیا تو تمہاری عاقبت برباد ہو جائے گی۔ لہٰذا بیوی اور اولاد کی محبت کو اعتدال سے بڑھنے نہ دو۔ اسے اللہ کی محبت کے تابع رکھو۔ ان کی خوشنودی کے لئے اللہ کے احکام کی خلاف ورزی نہ کرو۔

دنیا کا دستور یہی ہے کہ ان رشتوں کی محبت انسان پر اس قدر غالب ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی ذات کی نفی کر دیتا ہے۔ اپنا آرام قربان کر ڈالتا ہے۔ اِن کی خوشنودی اور آسائشوں کے لئے ایثار و قربانی کے آخری درجے کو پہنچ جاتا ہے۔ بلکہ بات یہاں تک آن پہنچتی ہے کہ وہ اللہ کے احکامات کو فراموش کر ڈالتا ہے۔ حلال حرام کی پروا نہیں کرتا۔ اولاد کے لباس‘ رہائش اور تعلیم کے لئے جائز ذرائع سے اسباب مہیا نہ ہوں تو ناجائز ذرائع سے روپیہ پیسہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ حالانکہ یہ طرزِ عمل سخت حماقت اور نادانی کا مظہر ہے۔ دوسروں کی دنیاوی خوشیوں کے لئے اپنی آخرت تباہ کرنا کون سی عقل مندی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ بدنصیب وہ شخص ہے جو دوسروں کی دنیا بنانے کے لئے اپنی آخرت تباہ کر دیتا ہے۔

آگے فرمایا:

پریس ریلیز

آج کا سب سے بڑا فتنہ رسول ﷺ کی اطاعت سے انکار ہے

حافظ عاکف سعید

آج کا سب سے بڑا فتنہ حدیث اور سنتِ رسول ﷺ کی پیروی سے انکار ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے کہی‘ جو مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں اجتماع جمعہ سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مستند حدیثوں میں شکوک پیدا کرنے والے دشمن کے ایجنٹ ہیں۔ حدیث کا جو ذخیرہ ہم تک پہنچا ہے اس پر بے پناہ تحقیق اور انتہائی محنت ہوئی۔ ہزارہا لوگوں کی پوری پوری زندگیاں اس ذخیرہ کو مرتب کرنے میں صرف ہوئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ زندگی کے تمام گوشوں میں رسول ﷺ کی اطاعت لازم ہے۔ قبل ازیں انہوں نے ایمان کے عملی تقاضوں اور تقویٰ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ صرف آخرت ہی نہیں دنیا کی کامیابی کے لیے بھی اِس اُمت پر تقویٰ اختیار کرنا ضروری ہے۔ وہ معاشرہ بدترین معاشرہ ہے جس میں تقویٰ نہ ہو۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ آج پاکستان دونوں طرف سے دشمن کے شکنجہ میں جکڑا ہوا ہے۔ ایک طرف ہمیں ہندوستان سے خطرہ ہے‘ جبکہ دوسری طرف افغانستان کی سرحدوں پر امریکہ کھڑا ہے۔ ہمارے اندرونی حالات بھی انتہائی ناسازگار ہیں۔ ہر طرف کرپشن، لوٹ مار، ڈاکہ زنی اور بے راہ روی عام ہے اور معاشرہ تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ اِن حالات میں بے ہودہ طریقہ سے جشن آزادی منانا کیا معنی رکھتا ہے۔ ضروری ہے کہ افرادِ معاشرہ کے اندر ایمان اور تقویٰ کو فروغ دیا جائے۔ کیونکہ متقی لوگوں کے لیے ہی دنیا اور آخرت کی کامیابی کا وعدہ اللہ نے کیا ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبۂ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں تمہارے دشمن بھی ہیں' پس اِن سے بچ کر رہو۔''

﴿ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾

''اور اگر معاف کر دو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

ذرا غور کیجئے! ایک طرف کہا جا رہا ہے تمہاری بیویاں اور اولاد تمہارے دشمن ہیں' لیکن دوسری طرف یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ تم درگزر سے کام لیا کرو' چشم پوشی کرلیا کرو' معاف کر دیا کرو' کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا مہربان ہے۔ دراصل یہاں انسان کو اعلیٰ درجے کی حکمت اور بصیرت سکھائی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہاری بیویاں اور اولاد اگرچہ تمہارے لئے خطرہ ہیں' لہٰذا اُن کے معاملے میں محتاط رہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُن کی محبت میں اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے لگو' مگر ایسا بھی نہ ہو کہ تم اُن کے ساتھ ایسا سلوک کرنے لگو جو دشمنوں کے ساتھ کیا جاتا ہے یا گھر میں تمہارا رویہ تھانیدار کا ہو جائے۔ یاد رکھو کہ اہلِ خانہ کے ساتھ محبت و شفقت ضروری ہے' تمہیں ایک دوسرے پر اعتماد ہونا چاہیے' تاکہ گھر کی فضا خوشگوار رہے۔ جو چیز مذموم ہے وہ یہ ہے کہ اُن کی محبت میں تم شریعت کی خلاف ورزی کرنے لگو۔ نبی ﷺ کی عائلی زندگی اس ضمن میں اعتدال اور توازن کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ اپنے گھر والوں سے محبت کرتے تھے۔ گھر میں بے تکلفی کی فضا ہوتی تھی' مگر اس سب کے باوجود جب اذان کی آواز آتی تو آپ گھر سے اِس طرح مسجد کی طرف چل دیتے گویا گھر والوں کو جانتے ہی نہ ہوں۔

اگلی آیت میں مال و اولاد کی حقیقت سمجھائی گئی ہے' فرمایا:

﴿ اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ ط وَاللّٰہُ عِنْدَہٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴾

''تمہارا مال اور تمہاری اولاد تو آزمائش ہے اور اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔''

فتنہ اس کسوٹی کو کہتے ہیں جس پر رگڑ کر دیکھا جاتا ہے کہ سونا خالص ہے یا نہیں۔ انسان کی بھی اصل حقیقت کو دیکھنے کے لئے اُسے آزمایا جاتا اور سخت حالات سے گزارا جاتا ہے۔ اسی آزمائش کا نام فتنہ ہے۔ انسان اولاد اور مال کو بہت پسند کرتا ہے' ہر وقت اُن کے لئے دعائیں کرتا ہے۔ حُبِ مال کے بارے میں قرآن حکیم میں فرمایا گیا: ''انسان مال کی محبت میں بڑا سخت ہے'' (العادیت:8) بالعموم یہ حقیقت آدمی کی نظر سے اوجھل رہتی ہے کہ مال و اولاد تو اُس کی آزمائش کا ذریعہ ہیں بلکہ سخت ترین آزمائش ہیں۔ اور اُس کے ویک پوائنٹ ہیں جو اُسے اللہ کی یاد سے غافل کر سکتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''مجھے تمہارے بارے میں فقر کا اندیشہ نہیں بلکہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ دنیا تم پر فراخ اور کشادہ کی جائے' جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کی گئی اور تم بھی دنیا کے معاملے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرنے لگو' جیسے انہوں نے سبقت لے جانے کی کوشش کی' اور یہ (فراخی) تمہیں بھی ہلاک کر دے جیسے اُن کو ہلاک کر دیا تھا۔'' (متفق علیہ)

اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کی محبت انسان کے لیے تباہ کن ہے' کیونکہ انسان جتنا دنیا سے جڑے گا اتنا ہی آخرت سے دور ہوگا۔ اسی لئے مسلمان کو کفایت شعاری کا درس دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو مال کم ہو مگر کفایت کر جائے' اُس زیادہ سے بہتر ہے جو انسان کو غافل کر دے۔

دوسری بات یہ ہے کہ انسان خیال کرتا ہے کہ یہ مال میرا ہے' اور پھر اُس پر فخر کرتا ہے' اُسے سینچ سینچ کر رکھتا ہے' حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اُس کا مال اور سرمایہ بس اتنا ہی ہوتا ہے جسے وہ تصرف میں لے آئے' یا راہِ حق میں خرچ کر دے۔ باقی مال اُس کا نہیں' اُس کے ورثاء کا ہے۔ جیسے ہی اُس کی آنکھ بند ہوگی' انہیں منتقل ہو جائے گا۔ ایسے عارضی روپے پیسے پر اترانا انتہائی کم ظرفی کی دلیل ہے۔

تیسرے یہ کہ انسان مال و اولاد کا مالک بھی نہیں ہے' کہ جیسے چاہے اپنے تصرف میں لائے' بلکہ وہ امین ہے۔ اُس کو اللہ نے اولاد عطا کی ہے تو گویا اُسے اولاد کی نگہبانی عطا کی گئی ہے۔ جیسے حدیث شریف میں آتا ہے:

((کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ)) (متفق علیہ)

''تم میں سے ہر ایک راعی (چرواہا) ہے اور ہر ایک سے اُس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

پس جیسے ایک چرواہے اور گڈریے کی تحویل میں بھیڑیں ہوتی ہیں اور شام کو ان کے بارے میں اُس سے پوچھا جاتا ہے' اِسی طرح اولاد کی بابت روزِ محشر باز پرس کی جائے گی۔ اگر انسان نے اُن کی اچھی تربیت نہیں کی اور وہ راہِ راست سے بھٹک گئی تو اُس کی گردن پکڑی جائے گی۔ اولاد کے حوالے سے انسان کی ذمہ داری یہ نہیں کہ اُن کے لئے اعلیٰ درجے کی رہائش' انواع و اقسام کے کھانے اور زرق برق لباس کا انتظام کرے' بلکہ یہ ہے کہ اچھی تربیت کرکے انہیں جہنم کی آگ سے بچانے کی سبیل کرے۔ قرآن عزیز کہتا ہے:

﴿ قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا ﴾ (التحریم:6)

''بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو (جہنم کی) آگ سے''

انسان مال و دولت کا بھی مالک نہیں۔ اگر اللہ اُسے یہ نعمت عطا کرتا ہے تو اُسے محض امین بناتا ہے۔ انسان کو اسے تصرف میں لانے کے لامحدود اختیارات حاصل نہیں ہیں۔ بلکہ وہ اُسے وہیں خرچ کر سکتا ہے' جہاں اللہ نے حکم دیا ہے یا اجازت دی ہے۔ مال و دولت کے حصول اور اُس کے خرچ کی بابت روزِ محشر آدمی سے باز پرس ہوگی۔ حدیث رسول ﷺ کے مطابق کہ قیامت کے دن ہر انسان سے پانچ سوال کیے جائیں گے۔ اُن میں سے دو سوال مال و دولت کے متعلق ہوں گے۔ ایک سوال یہ ہوگا کہ مال کیسے کمایا؟ اور دوسرا یہ کہ اُسے خرچ کیسے کیا؟ (بحوالہ: سنن الترمذی) یعنی اگر حرام ذرائع سے مال کمایا' یا کمایا تو حلال ذرائع سے مگر اللوں تللوں میں ضائع کر دیا تو دونوں صورتوں میں سخت سزا کا مستوجب ہوگا۔

یاد رکھئے! یہ مال و دولت اور اولاد دنیا کی زینت ہیں' روزِ محشر انسان کے کسی کام نہ آ سکیں گے۔ اُس دن انسان چاہے گا کہ اُن سب کو فدیہ دے کر اللہ کی پکڑ سے چھوٹ جائے' مگر ایسا ممکن نہیں ہوگا۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

یہ مال و دولتِ دنیا' یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں لا الٰہ الا اللہ

انسان کو چاہئے کہ مال و اولاد کی وجہ سے اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو ورنہ اُسے سخت پچھتاوا ہوگا۔ سورۃ المنافقون میں فرمایا گیا:

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ج وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ لا فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُھَا ط وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ م بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾

''مومنو! تمہارا مال اور اولاد تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے۔ اور جو ایسا کرے گا تو وہ لوگ خسارے اٹھانے والے ہیں۔ اور جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اُس میں سے اُس (وقت) سے پیشتر خرچ کرلو کہ تم میں سے کسی کی موت آ جائے تو (اُس وقت) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار! تُو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کر لیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہو جاتا۔ اور جب کسی کی موت آ جاتی ہے تو اللہ اُس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے خبردار ہے۔''

(مرتب: محبوب الحق عاجز)

کس قیامت کے یہ نامے میرے نام آتے ہیں

ممتاز شخصیات کی طرف سے صدر جنرل پرویز مشرف کو لکھے گئے خط کے حوالے سے ایک تجزیہ

محمد سمیع

ہمارے صدر محترم حیران و پریشان اس مصرع کی تصویر بنے بیٹھے ہوں گے کہ ع ''کس قیامت کے یہ نامے میرے نام آتے ہیں''

مزے کی بات یہ ہے کہ یہ نامے نہ صرف ''صفِ دشمناں'' سے آرہے ہیں بلکہ اس معاملے میں پیش قدمی ''حلقۂ یاراں'' نے بھی کی ہے۔ صدر محترم کمانڈو ہیں اور اس حیثیت سے وہ سوچ رہے ہوں گے کہ اس نئی صورتحال کا کیسے مقابلہ کیا جائے۔ کمانڈو اکیلا بھی ہوتا ہے اور اسے دشمن کے علاقے میں بھی جا کر اقدام کرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ عجیب معاملہ ہے کہ ؎

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

دوسری جانب خط لکھنے والے یہ سوچ رہے ہوں گے کہ ؎

قاصد کے آتے آتے خط ایک اور لکھ رکھوں
''ہم جانتے ہیں'' کیا وہ لکھیں گے جواب میں

وہ اپنی اس سوچ میں حق بجانب بھی ہوں گے' کیونکہ صدر صاحب کی وردی اس طوطے کی طرح ہے جس میں بالعموم کہانیوں والے دیو کی جان ہوتی ہے۔ وہ اس طوطے سے اپنے آپ کو محروم کر کے اپنی ہی جان کے دشمن کیسے ہو سکتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ صدر محترم کو بہرحال یہ سوچنا چاہئے کہ ان کے اپنے احباب اگرچہ ان کی خیر خواہی کا حق ادا کر رہے ہیں مگر دیگر حضرات بھی ان کے دشمن نہیں۔ یہ تمام حضرات بھی انہیں ان کے اپنے فرائض منصبی ہی کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرر ہے ہیں۔

اس وقت ہم پر نہ صرف مغربی اقوام اپنے دانت تیز کر رہی ہیں بلکہ ہمارے ازلی دشمن یہود و ہنود بھی ہمارے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ ایسی صورتحال میں کمانڈر انچیف کا اپنے فرائض منصبی میں امور مملکت کی انجام دہی کا اضافہ کر لینا' جو ظاہر ہے کہ ان کی فیلڈ نہیں' اور باوردی اور ریٹائرڈ فوجیوں کا سویلین اداروں کے انتظامات کی انجام دہی میں مصروف ہونا، ملک و قوم کے لئے کسی طرح مناسب نہیں۔ لاکھ یہ دعویٰ کیا جائے کہ اس سے فوج کی دفاعی صلاحیتوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا، یہ دعویٰ بلا دلیل ہی کہلائے گا۔ صدر محترم یقیناً بڑے خلوص کے ساتھ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ امور مملکت کی بہتر طور پر انجام دہی کے لئے ان کا وردی میں ہونا ناگزیر ہے' لیکن اس سے بآسانی اس نتیجے پر پہنچا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ملک کے لئے ناگزیر سمجھ رہے ہیں۔ ان کی یہ سوچ درست تسلیم نہیں کی جا سکتی۔ اداروں' جماعتوں اور ملکوں کے لئے کوئی بھی فرد ناگزیر نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہوتا تو اللہ بعض لوگوں کو بقائے دوام عطا کرتا۔ افراد آتے جاتے ہیں اور اداروں' جماعتوں اور ملکوں کا نظام چلتا رہتا ہے۔

پھول جب بھی سوکھ جاتے ہیں
اور آتے ہیں' اور آتے ہیں

بقائے دوام اور ناگزیریت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ ہم سب تو اس کی دست قدرت میں محدود وقت کے لئے اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ اپنی کائنات کے انتظام کے لئے جب چاہتا ہے' آگے بڑھا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے، اٹھا لیتا ہے یا پیچھے ہٹا لیتا ہے۔

اگر ہمارے صدر مملکت وطن عزیز کی ماضی کی سیاسی تاریخ پر غور کریں تو وہ یقیناً یہ محسوس کریں گے کہ ہمارے ہاں تقریباً تمام سربراہان مملکت نے اپنے آپ کو ملک و قوم کے لئے ناگزیر سمجھا۔ ایوب خان دس سال تک اپنے آپ کو ناگزیر سمجھتے رہے لیکن ان کا انجام کیا ہوا' ان کے خلاف قوم نے کیا نعرہ بلند کیا' میں اسے یہاں نقل نہیں کرنا چاہتا۔ اس لئے کہ ہمارے دین کی تعلیم یہ ہے کہ اپنے مرنے والوں کو اچھے نام سے یاد کیا کرو۔ یحییٰ خان نے اپنے آپ کو ناگزیر نہ سمجھا ہوتا تو کبھی صدارت کے عہدے پر چپکے رہنے کے لئے انتقال اقتدار میں تاخیر کی راہ اختیار نہ کرتا جس کے نتیجے میں وطن عزیز شکست و ریخت سے دوچار ہوا' تو امت کی تاریخ میں سقوط بغداد و غرناطہ کے بعد سقوط ڈھاکہ کے شرمناک باب کا اضافہ نہ ہوتا۔ بھٹو صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے کچھ ہو گیا تو دریائے سندھ خون کے آنسو روئے گا' لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں عبرت کا نشان بنا دیا اور دریائے سندھ پہلے ہی کی طرح رواں دواں ہے ۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم اِن حالات و واقعات سے عبرت نہیں پکڑتے ۔ ہم تاریخ سے سبق حاصل کرنے کے بجائے نئی تاریخ رقم کرنے کے چکر میں رہتے ہیں ۔ ضیاء الحق صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میری زندگی میں جماعتی بنیادوں پر الیکشن نہیں ہو سکتے ۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھا لیا اور جماعتی بنیادوں پر الیکشن کا وطن عزیز میں دوبارہ سلسلہ جاری فرما دیا۔

ہمارے صدر محترم کو بھی خط لکھنے والوں کو اپنا دشمن نہیں بلکہ ملک و ملت کا خیر خواہ ہی سمجھنا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ اس ملک کے خیر خواہ وہی نہیں اور لوگ بھی ہیں۔ انہیں خط کے مندرجات پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے اور اس سے پہلے کہ صورتحال یہ ہو جائے کہ ؎

چند تصویر بتاں چند حسینوں کے خطوط
بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ ساماں نکلا

صدر مملکت سمیت تمام اہل وطن کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ ایسے موقع پر جبکہ اعتماد کے فقدان کے نتیجے میں عوام میں سیاسی معاملات میں عدم دلچسپی بڑھ رہی ہے اور سیاسی قائدین کی بار بار کی اپیل کے باوجود وہ سڑکوں پر نکلنے کے لئے تیار نہیں، ہماری قوم کے اہل دانش نے اس حدیث کے مطابق عمل کا آغاز کر دیا ہے جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دین تو نام ہی خیر خواہی کا ہے۔ دریافت کیا گیا کہ خیر خواہی کس کے لئے ہے' جواب میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے لئے' اس کے رسول کے لئے، مسلمانوں کے رہنماؤں کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے۔

ہمیں اپنی سوچ مثبت رکھنی چاہئے اور بجائے اس چکر میں پڑنے کے کہ یہ خطوط کن حلقوں کی ایماء پر لکھے جا رہے ہیں اور ان کی پشت پر کیا مقاصد کارفرما ہو سکتے ہیں، ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مملکت کے لئے ایسے موقع پر جب کہ یہ ہر چہار طرف سے خطرات میں گھرا ہوا ہے، شائد ہماری نجات کے لئے کوئی سبیل پیدا کی ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ مملکت اسی کی عطا کردہ ہے جس کو ہم نے اپنی نالائقیوں کی نذر کر دیا ہے لیکن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنی اس عطا کو کیسے ضائع کر سکتا ہے۔

اسیر کس نے کیا ہے گلوں کی خوشبو کو

اسرائیل کی حزب اللہ کے خلاف جارحیت پر سبق آموزی کے پہلو سے ایک طائرانہ نگاہ

محبوب الحق عاجز

صیہونیت کے وفادار اور ''نئے مشرق وسطیٰ'' کے منصوبے پر عمل پیرا امریکی صدر بش کی پریشانی چھپائے نہیں چھپتی۔ اُن کا اصرار ہے کہ حالیہ جنگ میں اسرائیل کو فتح اور حزب اللہ کو شکست ہوئی ہے۔ امریکی صدر ''بادشاہ'' ہیں۔ وہ اگر اپنی خواہش کو حقیقت کے روپ میں پیش کریں تو انہیں کون روک سکتا ہے۔ وہ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ویت نام میں امریکہ کو فتح حاصل ہوئی تھی۔ اِسی طرح صومالیہ میں جنرل فرح عدید کے خلاف امریکہ نے جو کارروائی کی تھی' اُس میں ہم فاتح ٹھہرے تھے۔ وہ جو چاہیں کہیں' کس میں جراَت ہے کہ وہ انہیں ایسا کہنے سے باز رکھے' بلکہ مطالبہ کرے۔ مگر سچائی کو تعصب' عناد اور خواہشات کے پردے میں چھپایا نہیں جا سکتا۔ ایشیا سے افریقہ تک حقیقت ہر شخص پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ حزب اللہ کے ہمدرد اور بہی خواہ ہی نہیں ساری دنیا کہہ رہی ہے کہ اسرائیل کی مسلط کردہ جنگ میں اسرائیل کو شرمناک شکست اور حزب اللہ کی فتح ہوئی ہے' ایسی فتح جو اسرائیل کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی۔ یورپ اور امریکہ کے مبصرین اور اسرائیل نواز میڈیا بھی اِس کڑوے سچ کا برملا اعتراف کر رہا ہے۔ یورپ کو چھوڑیئے' جنگ بندی کے دوسرے روز اسرائیلی پارلیمنٹ کے اجلاس کے بعد وزیر خارجہ تزوپی لیونی نے جو بیان دیا ہے' وہ خود اِس حقیقت کا اظہار ہے۔ انہوں نے لگی لپٹی رکھے بغیر واضح لفظوں میں کہا کہ: ''دنیا کی کوئی بھی فوج حزب اللہ کو غیر مسلح نہیں کر سکتی۔ اِس کے لئے مذاکرات کی راہ اختیار کرنی پڑے گی۔''

جنگ میں جارح فریق کی فتح کا معیار قتل وغارت گری نہیں' اُس کے مطلوبہ مقاصد اور اہداف کا حصول قرار دیا جاتا ہے۔ جبکہ جارحیت کے شکار فریق کی فتح کا معیار کامیاب دفاع ہوتا ہے۔ ایک مدبر کا قول ہے: ''چھاپہ ماروں کے ساتھ جنگ میں اگر باقاعدہ فوج کو فتح نہ ہو تو یہ اُس کی شکست ہوتی ہے اور چھاپہ ماروں کو شکست نہ ہو تو یہ اُن کی فتح ہوتی ہے۔'' اگر اِس معیار کو سامنے رکھا جائے تو صورتحال دو اور دو چار کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

یہ درست ہے کہ صیہونیوں نے لبنان پر بربریت اور غارت گری کی بدترین مثالیں قائم کی ہیں۔ اسرائیلی فضائیہ نے روز اول ہی سے لبنان پر تباہ کن بمباری شروع کر دی' جس میں سویلین آبادیوں کو نشانہ بنایا گیا۔ جس کے نتیجے میں ہزاروں بے قصور لبنانی عوام مارے گئے۔ سکول' ہسپتال' بنک' دفاتر' کاروباری مراکز' پل اور سڑکیں حتیٰ کہ پانی کی پائپ لائنیں بھی تباہ ہو گئیں۔ لبنان کے شہروں بیروت' سیدون اور طائر میں ایسی تباہی آئی کہ جس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے یہ علاقے تباہ کن زلزلے کی لپیٹ میں آئے ہوں' مگر اِس سب کے باوجود اسرائیل اپنے اُن علانیہ یا خفیہ مقاصد اور اہداف کے حصول میں یکسر ناکام ہوا ہے جن کے لئے اُس نے یہ شیطانی کھیل کھیلا تھا۔

> لبنان کے سابق وزیر سلیم الحواس نے امریکی صدر بش کے نام خط میں لکھا: ''مسٹر پریذیڈنٹ! ہمارے نزدیک تو آپ اور اسرائیل اِس کرۂ ارض پر سب سے بڑے دہشت گرد ہیں۔ اگر آپ دہشت گردی کے خلاف لڑنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اپنی انتظامیہ اور اپنے کٹر حلیف اسرائیل سے لڑیں۔''

اسرائیل نے لبنان پر حملہ کیا تو اُس کے تین بنیادی مقاصد تھے۔ ایک مقصد تو یہ تھا کہ لبنان میں داخل ہو کر حزب اللہ کی مزاحمتی تنظیم کو مکمل طور پر کچل دیا جائے' اُس کے اسلحہ ڈپوؤں کو تباہ کر دیا جائے اور اُس کی دفاعی صلاحیت کا خاتمہ کر دیا جائے۔ دوسرا مقصد یہ تھا کہ لبنانی عوام کو حزب اللہ سے متنفر کر دیا جائے۔ انہیں باور کرایا جائے کہ ہر قسم کے فساد اور دہشت گردی کی جڑ اور بنیاد حزب اللہ ہے۔ اگر حزب اللہ نہ رہے تو اُن کے مصائب اور مسائل کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ تیسرا مقصد یہ تھا کہ لبنان پر قبضہ کر لیا جائے کیونکہ پروگرام یہ تھا کہ لبنان پر قبضے کے بعد شام پر دھاوا بول دیا جائے گا' اور اصل میدان جنگ وہاں سجے گا۔ یہ بات اب کوئی راز نہیں رہی کہ اسرائیلی جارحیت کا دو اغوا شدہ فوجیوں کے معاملے سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ تو محض بہانہ تھا' ورنہ اسرائیل مذکورہ مقاصد کے حصول کے لئے کئی سال پہلے یہ تمام منصوبہ تیار کر چکا تھا۔ جیسے کہ خود یہودی پروفیسر گیراج سٹین پرتج نے کہا ہے کہ ''لبنان پر اسرائیل کے حملے کی بات اچانک یا فوجیوں کے اغوا کا ردعمل نہیں' بلکہ یہ تو برسوں پہلے کا تیار شدہ منصوبہ میزوں پر پڑا تھا اور عمل کے انتظار میں تھا'' یا جیسے بعدازاں اسرائیلی فوج کے چیف آف سٹاف جنرل ڈین ہلوٹیز (Dan Halutz) نے بھی کہہ دیا تھا کہ: ''معاملہ فوجیوں کی گرفتاری کا نہیں' ہم لبنان کو حزب اللہ سے پاک کرنا چاہتے ہیں۔''

اسرائیل کو اپنے مقاصد میں سے ایک میں بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ حزب اللہ کی جنگی قوت کو ختم نہیں کیا جا سکا۔ اسرائیل حزب اللہ کے زیر زمین دفاعی نظام کو بھی قابل ذکر نقصان نہیں پہنچا سکا' جسے ختم کرنے کے لئے امریکہ نے دو چارٹرڈ جہازوں کے ذریعے 5000 پونڈ وزنی GBU-28 لیزر گائیڈڈ بنکر بسٹر میزائل بھیجے تھے۔ آج اسی ناکامی پر اسرائیل کی فضائیہ اور بری فوج کے عہدیداروں میں ایک دوسرے پر الزام تراشی ہو رہی ہے۔ خفیہ ایجنسیوں کی غلط رپورٹوں اور معلومات کی بنا پر حزب اللہ کے اسلحہ ڈپوؤں کو بھی نقصان نہیں پہنچایا جا سکا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جنگ کے آخری روز تک حزب اللہ اسرائیل کے سرحدی علاقوں خاص طور پر حیفہ شہر کو نشانہ بناتی رہی۔ جنگ بندی سے ایک روز پہلے اُس نے اسرائیل پر 230 راکٹ پھینکے۔ اُس نے 3 ٹینک اور 2 بلڈوزر تباہ کئے' ایک جاسوس طیارہ مار گرایا۔ اُس کی کارروائی سے کئی فوجی ہلاک ہوئے۔ اُس کی دہشت کا یہ عالم ہے کہ ''حراتا'' گاؤں میں آخری روز لڑائی ہو رہی تھی' حزب اللہ کے حملوں سے اسرائیلی فوجی اِس قدر خوفزدہ ہوئے کہ ایک فوجی نے سراسیمگی کے عالم میں اپنا ٹینک واپس دوڑایا تو اُس کے نیچے آ کر ان کے اپنے تین فوجی ہلاک اور دو شدید زخمی ہو گئے۔ حزب اللہ کی یہ پوزیشن اِس بات کا بین ثبوت ہے کہ اُس کی عسکری قوت میں کمی نہیں آئی۔

حزب اللہ سے عوام کو متنفر بھی نہیں کیا جا سکا' بلکہ فضا حزب اللہ کے حق میں اور زیادہ سازگار ہو گئی ہے۔ لبنان کے عوام اُسے اپنی نجات دہندہ سمجھنے لگے ہیں۔ وہ لوگ جو کل تک حزب اللہ کے مخالف تھے' آج وہ بھی اُس کی حمایت کرنے لگے ہیں۔ اسرائیلی جارحیت نے حزب اللہ کو نئے لوگ دیئے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کا سب کچھ اسرائیلی حملوں نے لوٹ لیا ہے۔ اگر یہ آئندہ حزب اللہ کے شانہ بشانہ اسرائیل کے خلاف لڑنے پر تیار نہ ہوئے تو بھی قوی امید ہے کہ اُس کی امداد ضرور کریں گے' اُس کی حمایت بہرحال کریں گے۔ ذرا ملاحظہ کیجئے' لبنان کے سابق وزیر سلیم الحواس کے ایک خط کا اقتباس جو انہوں نے حال ہی میں امریکی صدر بش کو لکھا ہے' لکھتے ہیں:

''مسٹر پریذیڈنٹ! ہمارے نزدیک تو آپ اور اسرائیل اِس کرۂ ارض پر سب سے بڑے دہشت گرد ہیں۔ اگر آپ حقیقی معنوں میں دہشت گردی کے خلاف لڑنا چاہتے ہیں تو میں کہوں گا کہ سب سے پہلے اپنی انتظامیہ اور اپنے کٹر حلیف اسرائیل سے لڑیں۔ آپ حزب اللہ کو ایک دہشت گرد تنظیم کہتے ہیں' لیکن ہم اُسے ایک قانونی اور مزاحمتی تحریک کہتے ہیں۔''

لبنان کے اندر ہی نہیں' بلکہ پورے عالم اسلام خاص طور پر عرب دنیا میں حزب اللہ کو جارح قوتوں کے خلاف برسرِ پیکار ایک دلیر' جرأت مند تنظیم کے طور پر مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ اُس نے بہت سے عربوں میں پائے جانے والے اِس تأثر کو زائل کر دیا ہے کہ اسرائیل کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا' اُس نے جارحیت کے خلاف اپنی جدوجہد سے انہیں نیا جوش اور ولولہ تازہ دیا ہے۔

رہی بات لبنان خاص طور جنوبی لبنان پر قبضے کی تو ساری دنیا جانتی ہے کہ اسرائیل لبنان کے کسی بھی بڑے شہر پر قبضہ نہیں کر سکا۔ بنت جبیل کے قصبے پر اگرچہ اُس کا قبضہ ہوا مگر وہاں سے بھی اُسے چند دن کے بعد پسپا ہونا پڑا۔

دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ دہشت گردی' بدامنی اور انسانیت کے دشمنوں کے خلاف نہیں' بلکہ اُن مسلمانوں کے خلاف ہے' جو آزادی اور حریت کی شمع فروزاں کئے ہوئے ہیں

اگرچہ جنگ بندی کے بعد اسرائیل نے ایک مرتبہ پھر چھیڑ چھاڑ شروع کر دی ہے۔ اُس نے کہا ہے کہ جب تک لبنان میں امن فوج تعینات نہیں کی جاتی' اور حزب اللہ غیر مسلح نہیں ہو جاتی' فضائی حملے جاری رکھیں گے' تاہم موجودہ حالات میں یہ سب کچھ اپنی خفت مٹانے اور عوام میں اپنی گرتی ہوئی ساکھ کو بحال کرنے کے لئے ہے۔ کیونکہ اسرائیل میں صف ماتم بچھی ہے۔ عسکری مقاصد میں ناکامی پر اسرائیل کے جرنیل ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہرانے لگے ہیں۔ اسرائیلی میڈیا میں یہ بحث شروع ہوئی ہے کہ ناکامی کیوں ہوئی ہے۔ عوام کا مورال اِس حد تک گر چکا ہے کہ تل ابیب سے شائع ہونے والے کثیر الاشاعت اخبار ''ہارٹز'' کے ایک جائزے کے مطابق 85 فیصد عوام جنگ کے نتائج سے سخت پریشان اور مایوس ہیں' جبکہ برسراقتدار پارٹی اور وزیراعظم ایہود اولمرٹ کی مقبولیت میں ایک تہائی کمی آئی ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اسرائیل' امریکہ اور اُس کے حلیفوں کو یہ حقیقت کھلے دل سے تسلیم کر لینی چاہیے کہ اگرچہ وہ اپنی اندھی طاقت کے بھیانک مظاہروں سے ہمہ گیر تباہی لا سکتے ہیں۔ گلستانوں کو ویرانوں میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ ہنستی کھیلتی بستیوں کو کھنڈر بنا سکتے ہیں۔ انسانی لاشوں کے انبار لگا سکتے ہیں۔ مسلمانوں کی نمائندہ حکومتوں کو گرا سکتے اور کٹھ پتلیوں کو مسند اقتدار پر بٹھا سکتے ہیں' مگر جذبہ حریت اور آزادی کو شکست نہیں دے سکتے' ظلم و ناانصافی' دھاندلی و بدمعاشی اور ریاستی دہشت گردی کے خلاف برسرِ پیکار مظلوم و مقہور عوامی قوتوں کو کچل نہیں سکتے' حق و انصاف اور اپنی بقا کے لئے جدوجہد کرنے والے مجاہدین اور حریت پسندوں پر غلبہ نہیں پا سکتے۔ جو لوگ عزت کے ساتھ جینے اور سر اٹھا کر چلنے کا عزم کر لیں' اور جنہیں زندگی سے زیادہ موت عزیز ہو جائے' وہ ناقابل شکست ہوتے ہیں' انہیں سرنگوں نہیں کیا جا سکتا۔ یہی لبنان کا سبق ہے۔

اسیر کس نے کیا ہے گلوں کی خوشبو کو
صبا کے پاؤں میں زنجیر کس نے دیکھی ہے؟

بے شک جو بات اسرائیلی وزیر خارجہ نے کہی ہے کہ حزب اللہ کو دنیا کی کوئی بھی فوج شکست نہیں دے سکتی' اِس کے لئے مذاکرات کا راستہ اختیار کرنا پڑے گا' اگر یہی بات وسیع تر معنوں میں اسرائیل اور امریکہ تسلیم کر لیں اور اپنی جارحانہ پالیسیوں کو ترک کر کے ڈائیلاگ' مذاکرات اور مفاہمت کا راستہ اختیار کر لیں تو دنیا امن کی طرف پیش قدمی کر سکتی ہے۔

حزب اللہ کی کامیاب مزاحمت میں عالم اسلام کے اُن بے حس اور بے حمیت حکمرانوں کے لئے بھی کئی سبق ہیں جو ذلت و مسکنت' بزدلی اور خوفزدگی کی سیاہ چادر اوڑھے فکر فردا سے بے نیاز اقتدار کے مزے لوٹ رہے ہیں۔ سب سے پہلا سبق تو یہ ہے کہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنے اردگرد اُٹھنے والے طوفانوں پر نگاہ ڈالیں۔ وہ حقائق کی طرف دھیان دیں۔ زمینی حقائق کو بھی ملحوظ رکھیں' جن کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ وہ عیاشیوں' خرمستیوں اور مسرفانہ طرز زندگی ترک کر کے اپنے قومی دفاع کے لئے کوششیں کریں' اپنی جنگی قوت کو بڑھائیں' حکم قرآنی ''اعدوا لھم ما استطعتم......'' پر عمل کریں۔ اور اِس کے ساتھ ساتھ ایمانی حقائق کو بھی جنہیں وہ بھلائے بیٹھے ہیں ذہنوں میں تازہ کریں۔ جن کا اولین تقاضا یہ ہے کہ اللہ کی فرماں برداری کریں' اُس کی بغاوت پر مبنی سیکولر جمہوریتوں' بادشاہتوں اور آمریتوں کو ترک کر کے اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کے اصول پر مبنی ایسا نظام قائم کریں' جس میں شورائیت کی روح کارفرما ہو۔ اپنا قبلہ درست کریں۔ اُن لوگوں پر بھروسہ اور اعتبار کرنے کی بجائے جوامت مسلمہ کے مصائب کے ذمہ دار ہیں' اللہ پر توکل کریں۔ اللہ کی کتاب انہیں یہ نوید سناتی ہے کہ ''کئی بار ایسا ہوا ہے کہ ایک چھوٹے گروہ (چھوٹی قوت) نے ایک بڑے گروہ (بڑی قوت) پر غلبہ حاصل کیا ہے۔ وہ معذرت خواہانہ لب و لہجہ ترک کر کے اصولوں کی بنیاد پر اپنا قومی اور بین الاقوامی کردار ادا کریں۔ انہیں حزب اللہ کا پیغام یہ ہے کہ:

جنگل میں جو لذت کش پیکاں نہیں ہوتا
وہ شیر کبھی شیر نیستاں نہیں ہوتا

کمزور کو آسودگی دل نہیں ملتی
جب تک نہ جلے شمع کو محفل نہیں ملتی
کانٹوں سے جسے لذت کامل نہیں ملتی
اِس رہرو نااہل کو منزل نہیں ملتی
گرداب میں جس شخص کو جینا نہیں آتا
اُس شخص کا ساحل پہ سفینہ نہیں آتا

مسلمان حکمرانوں کو یہ بات بھی پیش نظر رکھنی چاہئے کہ لبنان کی حکومت امریکہ کے قریبی اتحادیوں میں سے ایک تھی' مگر وہ کسی بات کو خاطر میں نہیں لایا۔ اُس نے کھل کر اسرائیل کا ساتھ دیا۔ اللہ کی کتاب نے روزِ اول سے مسلمانوں کو بتا دیا تھا کہ یہود و نصاریٰ تمہارے خیر خواہ نہیں ہو سکتے' خواہ تم کتنے ہی اُن سے دوستیاں کرنے لگو' الا یہ کہ تم اُن کے دین ہی کو اختیار کر لو اور اپنا دین ترک کر دو۔ یہ حقیقت جو تاریخی طور پر بارہا حق اور سچ ثابت ہو چکی ہے' ایک مرتبہ پھر لبنان میں صبح کے بے عیب اُجالے کی طرح نکھر کر سامنے آئی ہے۔ اندریں حالات مسلم حکمرانوں کو غور کرنا چاہیے کہ یہود و نصاریٰ کیونکر اُن کے مخلص ہو سکتے ہیں۔ اگر لبنان میں گٹھ جوڑ کر کے انہوں نے بربریت کے مظاہرے کئے ہیں تو کسی اور مسلمان ملک کے کیسے وفادار ہو سکتے ہیں۔ بطور خاص اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمرانوں کو یہ سوچنا ہو گا کہ اگر ہم پر کڑا وقت آ گیا' ہمارے ہمسائے نے پاکستان پر جارحیت کا ارتکاب کیا تو امریکہ کی سپورٹ اور تائید کس کو حاصل ہو گی' ہمیں جو نان نیٹو اتحادی کا ''اعزاز'' ملنے پر پھولے نہیں سماتے یا پھر بھارت کو۔

حزب اللہ نے مسلمان حکمرانوں کو یہ سبق بھی دیا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ دہشت گردی' بدامنی اور انسانیت کے دشمنوں کے خلاف نہیں' بلکہ اُن مسلمانوں کے خلاف ہے' جو آزادی اور حریت کی شمع فروزاں کئے ہوئے ہیں' یا پھر اُن لوگوں کے خلاف ہے جو اپنے اساسی نظریہ اسلام کے مطابق اپنے معاشرے' سوسائٹی اور مملکت کو ڈھالنا چاہتے ہیں۔ اس جنگ میں خود انہوں نے امریکہ کا ساتھ دیا اور اِن لوگوں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ یہ کسی طور درست نہیں۔ یہ نہ تو قرین انصاف ہے اور نہ ہی ملک و ملت کے لئے مفید ہے۔ اب وقت آ گیا ہے مسلمان حکمران اِس حقیقت کو تسلیم کریں کہ یہ لوگ دہشت گرد نہیں' اپنے دین و وطن کے وفادار اور جاں نثار ہیں۔ یہ تعذیب و تشدد کے سزاوار نہیں قدر و منزلت کے حقدار ہیں کہ یہ ملت اسلامیہ کی' خود حکمرانوں کی قوت ہیں' طاقت ہیں۔

جنہیں حقیر سمجھ کے بجھا دیا تو نے
یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہو گی

دعائے صحت کی اپیل

رفیق تنظیم عادل جہانگیر کی والدہ جو چند ماہ سے بیمار تھیں' اب گرنے کی وجہ سے ان کی ٹانگوں میں فریکچر ہو گئے ہیں۔ قارئین سے ان کی صحت یابی کے لیے دعا کی درخواست ہے

کراچی میں تنظیم اسلامی کی تشکیل

کے ضمن میں ریکارڈ کی درستگی پر مشتمل ایک تاسیسی رفیق کا وضاحتی مراسلہ

''ندائے خلافت'' کے شمارہ 28 (3 تا 9 اگست 2006ء) میں رفیق عزیز محمد سمیع صاحب کا مضمون ''اُٹھتے جاتے ہیں مرے دِل کو لبھانے والے'' شائع ہوا تھا۔ جس میں موصوف نے نہایت جامع' مختصر اور خوبصورت انداز میں ہمارے جُدا ہونے والے رفیق جناب عبدالواحد عاصم مرحوم کو (جن کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے) شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ اس مضمون کے بعد راقم کے پاس اس موضوع پر تحریر کرنے کو کچھ نہیں رہا کہ ع میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں تھا۔ مرحوم کے ساتھ میرے ابتدا ہی سے یعنی 1972ء سے گہرے ذاتی تعلقات تھے جب کہ تحریک شروع ہوئی تھی اور ہم اس کے دست و بازو بنے تھے۔ بھائی عبدالواحد عاصم ہم سب کو سوگوار چھوڑ کر وہاں چلے گئے جہاں ہم سب کو جانا ہے ۔

موت سے کِس کو رستگاری ہے
آج تم کل ہماری باری ہے

عزیزم محمد سمیع صاحب کے مضمون میں البتہ بعض باتوں کی رپورٹنگ صحیح نہیں ہوئی جس سے قارئین میں غلط فہمی کا احتمال ہے۔ چنانچہ ریکارڈ کی درستگی کے لئے چند معروضات پیش کرتا ہوں۔

1۔ مضمون میں تحریر ہے کہ ''ابتدا میں آپ (عبدالواحد عاصم صاحب مرحوم) ہی نے کراچی میں تنظیم اسلامی کے شجر کی آبیاری کی۔'' ''ابتدا'' سے محمد سمیع صاحب کی مُراد کیا ہے' میرے خیال میں ''آپ ہی نے'' کی بجائے الفاظ ''آپ نے بھی'' اگر تحریر کئے جاتے تو صورتحال کی صحیح عکاسی ہوتی۔

2۔ نیز مضمون میں تحریر ہے کہ ''ابھی زیادہ دنوں کی بات نہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ تنظیم اسلامی کراچی کی امارت ابتدا میں ''واحدین'' کے درمیان جھولا جھولتی تھی۔ کبھی میں امیر ہوا کرتا تھا اور سید واحد علی رضوی معتمد اور کبھی سید واحد علی رضوی امیر اور میں معتمد ہوتا تھا۔'' میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کی رپورٹنگ بھی صحیح نہیں ہوئی۔ کہنے والے نے کچھ اور کہا ہوگا' جس کا ذِکر آگے آئے گا اور رپورٹ کچھ اور ہوا۔

تنظیم اسلامی کراچی کی تشکیل کب ہوئی' کِس طرح ہوئی' ابتدا سے کون کون اس کے امیر رہے' تنظیم میں بعد میں آنے والے اکثر لوگوں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ بھائی محمد سمیع صاحب کو بھی' اس کا پوری طرح پتہ نہیں ہے' اِس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کی کچھ تاریخ مختصراً بیان کردی جائے۔

تنظیم اسلامی کی تاسیس 28 مارچ 1975ء کو لاہور میں ہوئی۔ ابتدا میں بیعت کا نظام نہیں اپنایا گیا۔ جناب مسرور حسن صدیقی مرحوم کو کراچی کا پہلا ناظم مقامی مقرر کیا گیا تھا۔ جب مرکز کو کراچی سے لاہور منتقل کر دیا گیا تو کراچی کے ناظم مقامی کی ذمہ داری جناب قاضی عبدالقادر صاحب کو سونپی گئی۔ دوسرے اور تیسرے مشترکہ سالانہ اجتماع (5 تا 11 اگست 1977ء) کے آخری دن جب بیعت کے نظام کو اپنایا گیا تو کراچی کی امارت پر جناب قاضی عبدالقادر صاحب کا تقرر ہوا۔ 1979ء میں ان کی جگہ جناب عبدالرزاق صاحب اس منصب پر فائز ہوئے۔ تقریباً ایک سال بعد کراچی کی امارت جناب ڈاکٹر تقی الدین احمد کے حصے میں آئی۔

1984ء کے اوائل میں جناب سراج الحق سید کراچی کے امیر مقرر ہوئے۔ لگ بھگ دو سال کے بعد جناب سید محمد نسیم الدین کو کراچی کا امیر مقرر کر دیا گیا، جو نہ صرف کراچی بلکہ سندھ و بلوچستان کے امیر بھی تھے۔ بعد میں موصوف حلقہ سندھ زیریں کے امیر قرار پائے۔

اس دوران کراچی میں متعدد مقامی تنظیم بھی قائم کردی گئیں، جن کے امیر اور معتمد بھی مقرر کیے گئے۔ انہی میں تنظیم اسلامی کراچی جنوبی بھی وجود میں آئی، جس کی امارت ''واحدین کے درمیان جھولا جھولتی رہی''۔ یہ عمل تنظیم اسلامی کی ابتدا میں نہیں بلکہ تشکیل کے کوئی دس سال کے بعد ہوا اور تنظیم اسلامی کراچی کے بجائے تنظیم جنوبی (کراچی) کی سطح پر عمل میں آیا۔ غالباً عبدالواحد عاصم نے ''واحدین کے درمیان جھولا جھولنے'' کا عمل تنظیم اسلامی جنوبی کی ابتدا سے فرمایا ہوگا جو غلط فہمی کی بنا پر تنظیم اسلامی کراچی کی ابتدا سے رپورٹ ہوا۔

درج بالا سطور تحریر کرنے کا مقصد یہ قطعاً نہیں ہے کہ مرحوم کی شخصیت یا ان کے تنظیمی کردار کو کم تر ثابت کیا جائے۔ اس بارے میں کوئی دو آراء نہیں ہو سکتیں کہ جناب عبدالواحد عاصم مرحوم کا شمار تنظیم اسلامی کے روشن ستاروں میں ہوتا ہے۔ وہ ایک انتہائی فعال اور بے لوث کارکن تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی حسنات کو قبول فرمائیں، کمزوریوں سے درگزر فرمائیں، انہیں آسان حساب سے گزاریں، ان کی مغفرت فرمائیں اور انہیں جنت الفردوس میں داخل کرکے اعلیٰ درجات عطا فرمائیں۔

رفقاء واحباب مطلع رہیں'

ان شاء اللہ العزیز تنظیم اسلامی کا کُل پاکستان

سالانہ اجتماع عام

12 تا 14 نومبر 2006' (بروز اتوار' سوموار' منگل) فردوسی فارم' سادھو کے میں منعقد ہوگا

رفقاء سے ابھی سے ان تین ایام کو اللہ کے لئے خالص کر لینے کی درخواست ہے۔

(المعلن: ناظم اعلیٰ' تنظیم اسلامی پاکستان)

فاطمی وزیر شاور کی غداری

جب سلطان نورالدین زنگی کو یہ خبر پہنچی کہ مصر کے فاطمی وزیر شاور نے اسدالدین شیرکوہ اور صلاح الدین ایوبی کو یروشلم کے عیسائی بادشاہ اموری کی فوجی مدد سے شہر بلبیس میں محصور کر لیا ہے' تب اُس نے اپنی طرف سے ایک نیا عسکری حربہ آزمانے کی کوشش کی۔ وہ اپنے صرف چار ہزار بہترین لشکریوں کو ساتھ لے کر نکلا اور عیسائیوں کی مشہور چھاؤنی حارم کا رُخ کیا۔ اِس تدبیر کا مقصد یہ تھا کہ جب وہ عیسائیوں کے یورپی علاقوں پر حملہ آور ہوگا تو اِس سے یروشلم کا بادشاہ فکرمند ہوگا اور وہ بلبیس کا محاصرہ ترک کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

سلطان جب صلیبیوں کے علاقے کی طرف بڑھا تو اُن کا ایک بڑا لشکر اس کی راہ روک کر کھڑا ہوا۔ یہ صلیبیوں کا متحدہ لشکر تھا۔ اس میں انطاکیہ کے بادشاہ کا لشکر بھی تھا۔ انطاکیہ کا بادشاہ خود اس میں شریک تھا۔ بلبیس کا بادشاہ ریمنڈ بھی اپنے لشکر کے ساتھ تھا۔ ایک اور صلیبی کمانڈر جوسلین (سوم) بھی ایک بڑے لشکر کے ساتھ جنگ میں حصہ لے رہا تھا۔ اس طرح متحدہ صلیبی لشکر کی تعداد بتیس ہزار تھی جبکہ اُن کے مقابلے میں سلطان زنگی کے ساتھ صرف چار ہزار لشکری تھے۔

لڑائی شروع کرنے سے پہلے سلطان نے اپنے ایک کمانڈر ارسلان کو علیحدگی میں بُلا کر خفیہ ہدایت کی کہ تم جنگ شروع ہوتے ہی اپنے ساتھیوں کو لے کر صلیبیوں کے حملے کو روکنا۔ پھر تھوڑی دیر بعد اپنے قدم بتدریج اِس طرح پیچھے ہٹانا کہ حملہ آور بہت سی ٹکڑیوں میں بٹ کر تمہاری طرف بڑھے۔

جب جنگ شروع ہوئی تو ارسلان نے حسبِ ہدایت دشمن کے لشکر کو پہلے تو اپنی طرف بڑھنے دیا۔ پھر قدم بہ قدم پیچھے ہٹنا شروع کیا' یہاں تک کہ وہ تین میل کے لگ بھگ پیچھے ہٹ گیا۔ صلیبی اُس کی جنگی چال کو سمجھ نہ سکے اور اُس کے لشکر کا تعاقب کرتے ہوئے دُور تک پھیل گئے۔ جب یہ نقشہ جم گیا تو سلطان زنگی نے اپنے لشکر کو قہرمانی انداز میں آگے بڑھایا اور تکبیریں اور نعرے بلند کرتے ہوئے اُن پر شدید حملہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی کمانڈر ارسلان بھی' جو جان بوجھ کر پسپا ہوا تھا' پلٹا اور صلیبیوں پر ٹوٹ پڑا۔ اس طرح چار ہزار مسلمانوں کے لشکر نے بتیس ہزار صلیبیوں کو بدترین شکست دی۔ اس جنگ میں سلطان زنگی نے انطاکیہ کے بادشاہ' طرابلس کے حکمران اور جوسلین سوم کے علاوہ' اُن کے ممتاز کمانڈروں اور سینکڑوں صلیبیوں کو بھی گرفتار کرلیا۔ بعد میں اُن میں سے کچھ کو بھاری رقم بطور فدیہ لے کر رہا کر دیا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ حارم کا معرکہ سلطان زنگی کے عظیم کارناموں میں شمار ہوتا ہے۔ جنگ کے بعد اُس نے حارم کا قلعہ بھی قبضے میں کرلیا' جسے ناقابلِ تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ حارم کی فتح کے بعد سلطان نے کچھ عرصہ قلعے میں قیام کیا۔ اس دوران وہ وقفے وقفے سے قلعے سے نکل کر عیسائیوں کے نواحی علاقوں پر حملے کرتا رہا۔ انہیں تاراج کرتا رہا' یہاں تک کہ اُس نے اپنی سلطنت کی حدود کو کافی وسیع کرلیا۔

فاطمی وزیر شاور کی پیشکش

اس کے بعد سلطان زنگی نے یروشلم کے بادشاہ اموری کو ہراساں اور خوفزدہ کرنے کے لیے منصوبہ بنایا۔ وہ حارم سے نکلا اور یروشلم کے ایک قریبی شہر طبریہ کا رُخ کیا۔ طبریہ کے دفاع کے لیے پوری عیسائی دنیا سلطان نورالدین زنگی کے خلاف اُمڈ آئی۔ لیکن سلطان نے دشمن کو شکست دے کر طبریہ شہر کو فتح کر کے اُس پر قبضہ کرلیا۔

> مجلسِ مشاورت میں ایک کمانڈر نے کہا:
> ''تم مسلمانوں کا مال کھاتے ہو اور اُن کے دشمن سے بھاگتے ہو' جب تم سے سوال کیا جائے گا کہ مصر کو کفار کے حوالے کیوں کر کے آئے ہو' تو اس کا جواب تم لوگوں میں سے کسی کے پاس نہیں ہوگا۔ مسلمانو! اللہ سے ڈرو۔ کل قیامت کے دن وہ تمہاری بزدلی اور نمک حرامی کا محاسبہ کرے گا''

اُدھر یروشلم کے بادشاہ کو' جو مصر میں شیرکوہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا' خبر ملی کہ سلطان عیسائیوں کے علاقوں پر حملہ آور ہو کر اُن کے علاقے فتح کر رہا ہے اور کچھ علاقوں پر اُس نے قبضہ بھی کرلیا ہے' تو اُس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور اُس نے شیرکوہ سے صُلح کی گفتگو شروع کر دی۔ دراصل وہ فوری طور پر یروشلم واپس جانا چاہتا تھا۔ اُسے خوف ہوگیا تھا کہ اگر وہ زیادہ عرصہ مصر میں رہا تو سلطان زنگی اُس کے سارے فلسطینی علاقوں پر قبضہ کر لے گا۔ صُلح کی گفتگو کے نتیجے میں فیصلہ ہوا:

☆ مصری وزیر شیرکوہ کو ساٹھ ہزار دینار کی رقم ادا کرے گا۔

☆ شیرکوہ اپنے لشکر کو لے کر واپس چلا جائے گا

شیرکوہ نے اِس پیشکش کو قبول کرلیا اور مصر سے واپس جانے کے لیے رضامند ہوگیا۔ اُس وقت شیرکوہ اور صلاح الدین دونوں شہر بلبیس میں محصور تھے اور اردگرد وزیر شاور اور یروشلم کے بادشاہ کے لشکر اُن کے خلاف صف آراء تھے۔ لیکن اس موقع پر شیرکوہ اور صلاح الدین نے کمال جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ اِس سلسلے میں مورخین کے دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ پہلے یروشلم کا عیسائی بادشاہ اموری اپنا لشکر لے کر مصر سے نکل گیا اور اس کے بعد شیرکوہ دمشق کی طرف روانہ ہُوا۔ بعض دوسرے مورخین لکھتے ہیں کہ شیرکوہ اور صلاح الدین یروشلم کے لشکر کی موجودگی میں مصر سے نکلے۔ فرانس کا مورخ مچاڈ لکھتا ہے:

> ''11 اکتوبر 1164ء کو اسدالدین شیرکوہ کا لشکر بلبیس سے نکلا۔ نکلتے وقت اُس کا منظر کسی فاتح لشکر سے کم نہیں تھا۔ جس وقت بلبیس سے اُس کا لشکر نکلا' لشکر کے آگے خود صلاح الدین ایوبی تھا اور لشکر کے پیچھے اُس کا چچا اسدالدین شیرکوہ ایک بڑا کلہاڑا ہاتھ میں لیے پُشت کی نگہبانی کر رہا تھا۔ اُس کے لشکر کے اردگرد یروشلم کے بادشاہ کے علاوہ شاور کا لشکر بھی صفیں باندھے کھڑا تھا۔ اس موقع پر ایک عیسائی نے شیرکوہ کو مخاطب کر کے کہا: ''تم دیکھتے نہیں کہ ہمارا اور مصریوں کا لشکر تمہارے لشکر سے کس قدر زیادہ ہے اور تمہیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ کیا تمہیں خطرہ محسوس نہیں ہوتا کہ وہ دھوکہ دے کر تمہیں اور تمہارے لشکریوں کو ایک ایک کر کے ختم کر دیں گے۔'' اس موقع پر شیرکوہ نے جواب دیا: ''کاش وہ ایسا کرنے کی جرأت کریں اور پھر تمہیں میری جوابی کارروائی دیکھنے کا موقع ملے''

دوبارہ مصر کی طرف

شیرکوہ اور اُس کا بھتیجا صلاح الدین ایوبی جب مصر سے واپس آگئے تو سلطان نورالدین زنگی نے قلعہ منیطرہ فتح کیا۔ یہ قلعہ لبنان کے کوہستانی سلسلے میں تھا اور بعلبک کی طرف جانے والے درّوں کی حفاظت کے لیے بنایا گیا تھا۔ قلعہ منیطرہ کی فتح کے بعد شیرکوہ نے سلطان پر واضح کر دیا کہ مصر کی حالت اِن دنوں دگرگوں ہے۔ صلیبی اس پر نظریں جمائے ہوئے ہیں' اور اب جبکہ میں بھی مصر سے ہو آیا ہوں اور یروشلم کا بادشاہ بھی مصر سے واپس آیا ہے اور اُس نے بھی مصر کے لشکر کی کمزور طاقت کا اندازہ لگالیا ہے' مصر کو عیسائیوں سے صرف اسی صورت بچایا جاسکتا ہے کہ مصر کو اپنی طاقت سے اپنی سلطنت میں شامل کر لیں۔ خدانخواستہ صلیبیوں نے مصر پر قبضہ کرلیا تو اُن کا اقتدار نہ صرف اِن علاقوں پر مستحکم ہو جائے گا بلکہ فلسطین میں یروشلم

سمیت مسلمانوں کے جو مقبوضات ہیں' وہ بھی واپس لینے میں ہم کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

سلطان نے شیر کوہ کے اس مشورے کو پسند کیا۔ لہٰذا اُسے اجازت دی کہ وہ ایک بار پھر مصر کا رُخ کرے۔ وہاں کے حالات خود دُرست کرے اور وہاں صلیبیوں کو ہرگز اجازت نہ دے کہ وہ مصر کے کسی بھی علاقے پر قبضہ کریں۔ چنانچہ شیر کوہ ایک بار پھر صلاح الدین ایوبی کے ساتھ مصر کی طرف روانہ ہوا۔

اُدھر جب مصر کے وزیر شاور نے شیر کوہ کی پیش قدمی کی خبر سنی تو فکر مند ہوا۔ چونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ اکیلا شیر کوہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا' لہٰذا اُس نے پھر بے غیرتی اور ملت فروشی کا ثبوت دیا اور شیر کوہ کے مقابلے میں اُس نے پھر یروشلم کے بادشاہ اموری کو اپنی مدد کے لیے بلا بھیجا۔

بہر حال بارہ ربیع الاوّل 562ھ/1166ء کو دمشق سے کوچ کر کے جب شیر کوہ اپنے صرف دو ہزار لشکریوں کے ساتھ مصر میں داخل ہوئے' یروشلم کا عیسائی بادشاہ اموری اُن سے پہلے ہی اپنے لشکر کی قیادت کرتے ہوئے مصر میں داخل ہو چکا تھا۔ اس طرح بے ضمیر اور غدار فاطمی وزیر شاور نے مصر اور یروشلم کے لشکروں کو متحد کر کے شیر کوہ اور صلاح الدین کے دو ہزار کے لشکر کے رُوبرو کر دیا تھا۔

مصر میں داخل ہونے کے بعد شیر کوہ کے لشکر نے دریائے نیل کو عبور کیا اور قاہرہ کے مغربی جانب جیزا کے مقام پر انہوں نے پڑاؤ ڈال دیا۔ اطفیح کے مقام پر انہوں نے 54 روز تک قیام کر کے دشمن کے لشکر کا جائزہ لیا۔ یہاں قیام کے دوران شیر کوہ کو معلوم ہوا کہ وزیر مصر شاور نے یروشلم کے بادشاہ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ اموری کو دو لاکھ اشرفیاں جنگ سے پہلے اور دو لاکھ فتح حاصل کرنے کے بعد ادا کرے گا۔ اس معاہدے پر مصر کے نام نہاد فاطمی خلیفہ العاضد نے خود اپنے دستخط ثبت کیے تھے۔ اس معاہدے کے تحت عیسائیوں اور فاطمیوں کا متحدہ لشکر شیر کوہ کی طرف بڑھا۔

اِس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لیے شیر کوہ نے اپنے لشکر کے ساتھ جیزا سے کوچ کیا اور سعید شہر کی طرف بڑھا۔ وہاں وہ اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہو گیا۔ اور چاروں طرف اپنے مخبر پھیلا دیئے' تاکہ دشمن کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھیں۔ جب مخبروں نے اطلاع دی کہ عیسائیوں اور فاطمیوں کا متحدہ لشکر اس قدر بڑا ہے کہ اُس کا شمار نہیں کیا جا سکتا اور اُن کے پاس اسلحہ بھی بہت زیادہ ہے اور یقیناً مسلم لشکر اُن کا مقابلہ ہرگز نہ کر سکے گا اور شکست یقینی ہے۔

اس کے باوجود کہ شیر کوہ بڑا شجاع اور بلند حوصلہ تھا' اُس نے اس سنگین اور نازک موقع پر خود فیصلہ کرنے کی بجائے یہی مناسب جانا کہ اپنے سارے کمانڈروں کو اکٹھا کر کے اُن سے مشورہ کیا جائے۔ اکثر کمانڈروں نے یہ رائے دی کہ اس اجنبی ملک میں اگر خدانخواستہ انہیں شکست ہوگئی تو پھر انہیں کہیں بھی پناہ نہیں ملے گی' یہاں تک کہ مصر کے عام لوگ اور کسان تک اُن کے دشمن ہو جائیں گے اور چن چن کر اُن کو قتل کر ڈالیں گے۔ انہوں نے یہ بھی مشورہ دیا کہ صرف دو ہزار لشکریوں کے ساتھ پچیس ہزار کے لشکر کا مقابلہ کرنا دانائی نہیں ہے' لہٰذا بہتر یہی ہے کہ ہم دریائے نیل کو عبور کر کے واپس فلسطین چلے جائیں اور اصل صورتِ حال سے سلطان زنگی کو آگاہ کریں۔

شرف الدین برغش

اِس مجلسِ مشاورت پر ایک بہادر اور جری کمانڈر اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اُس کا نام شرف الدین برغش تھا۔ وہ تلوار کی نوک زمین پر ٹیک کر کھڑا ہوا اور بلند آواز میں اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا: ''دشمن کے لشکر کی کثرت کے خوف سے پیٹھ پھیر کر واپس وطن کو بھاگ جانا بزدلی اور نمک حرامی ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جو شخص موت اور قید سے ڈرتا ہے' وہ لشکر میں شامل ہی کیوں ہوتا ہے۔ عورت کو چاہیے کہ وہ مخنثوں میں شامل ہو جائے یا عورتوں کی طرح گھر کی چار دیواری میں بیٹھی رہے۔ مردوں کا یہ شیوہ نہیں۔ خدا کی قسم! اگر ہم یہاں سے جنگ کے بغیر واپس گئے تو اللہ کی ناراضی کے علاوہ سلطان نور الدین زنگی کے غیظ و غضب کا نشانہ بھی بن جائیں گے۔ جب ہم واپس سلطان کے پاس جائیں گے تو وہ ہم سے پوچھے گا کہ تم مسلمانوں کا مال کھاتے ہو اور اُن کے دشمن سے بھاگتے ہو' مصر کو کفار کے حوالے کیوں کر کے آئے ہو تو اس کا جواب تم لوگوں میں سے کسی کے پاس ہے؟ مسلمانو! اللہ سے ڈرو۔ کل قیامت کے دن وہ تمہاری بزدلی اور نمک حرامی کا بھی محاسبہ کرے گا۔''

شرف الدین برغش یہ جوشیلی تقریر کرنے کے بعد جب بیٹھ گیا تو اس کے بعد صلاح الدین ایوبی اُٹھا اور اُس نے بھی پُر جوش انداز میں برغش کے خیال کی تائید کی۔ ان تقریروں کے بعد متفقہ فیصلہ ہوا کہ واپس نہیں جائیں گے۔ سر پر کفن باندھ کر ٹکرائیں گے۔ دشمن اگر ہم سے زیادہ ہیں تو کیا ہوا۔ ہم مریں گے لیکن اُن کو مار کر مریں گے۔

متفقہ فیصلہ ہونے کے بعد شیر کوہ نے اپنے دو ہزار کے مختصر سے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ اپنے پاس رکھا' دوسرا حصہ صلاح الدین ایوبی کی سرکردگی میں اور تیسرا حصہ شرف الدین برغش کی قیادت میں دے دیا گیا۔ صلاح الدین کو لشکر کے وسط میں رکھا۔ دائیں ہاتھ شیر کوہ خود رہا' اور بائیں ہاتھ برغش کا دستہ رکھا۔ شیر کوہ نے اپنی جنگی پالیسی اچھی طرح اپنے کمانڈروں کو سمجھا دی تھی کہ تینوں حصے اپنی اپنی جگہ ساکت رہیں گے۔ دشمن کو آگے بڑھنے اور پہل کرنے کی اجازت دی جائے۔ ظاہر ہے کہ وہ مرکز پر دباؤ ڈالے گا۔ جب صلاح الدین کے دستے پر دباؤ بڑھے گا تو وہ منظم طریقے سے درجہ بدرجہ پیچھے ہٹتا جائے گا۔ دائیں بائیں کے دستے اپنی اپنی جگہ محض مدافعت کے لیے کھڑے رہیں گے۔ جب دشمن کا لشکر صلاح الدین ایوبی کے پیچھے ہٹتے ہوئے دستے کے تعاقب میں خاصی دُور نکل آئے گا تو ہمارا لشکر نیم دائرے کی شکل اختیار کر لے گا اور یوں دشمن کا لشکر محصور ہو جائے گا۔ تب ہم پوری طاقت سے حملہ کریں گے۔

شیر کوہ کی یہ حکمت عملی کامیاب رہی۔ سعید کے مقام پر دو ہزار کے لشکر نے پچیس ہزار کے لشکر کو بدترین شکست دی۔ اس شاندار اور تاریخی فتح سے شیر کوہ سعید کے مقام سے لے کر اسکندریہ تک' مصر کے بالائی علاقے پر قابض ہو گیا۔ (جاری ہے)

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے ـــــ زیر اہتمام

قرآن کالج

191۔ اتاترک بلاک'
نیو گارڈن ٹاؤن' لاہور
فون: 5833637

علمِ دین اور فکرِ حاضر کے امتزاج کی ایک منفرد کوشش

خصوصیات:

● عربی اور انگریزی کی پختہ اساس ● قرآن کے انقلابی فکر کا تعارف
● تفسیر' حدیث اور فقہ کے اصول ● اور ان کے ساتھ ساتھ

جدید سیاسیات اور اقتصادیات کا گہرا فہم!

(نوٹ) ایف اے سال اول میں داخلے شروع ہیں

ڈاکٹر اسرار احمد
صدر مؤسس' مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
36K۔ ماڈل ٹاؤن' لاہور (فون: 3-5869501)

حدود آرڈیننس اور اُس میں ترامیم

قاری محمد حنیف جالندھری

عرصۂ دراز سے ''حدود آرڈیننس'' میڈیا پر زیر بحث ہے اور اس کے خلاف ہر طرف ایک طوفان بدتمیزی برپا ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ لوگ اتنے نازک اور پیچیدہ معاملے کو کیوں تختۂ مشق بنانے پر تلے ہوئے ہیں اور در پردہ ان کے کیا مقاصد ہیں لیکن ایک بات جو ہمیں معلوم ہے اور جس کی سچائی کا ہمیں سو فیصد یقین بھی ہے وہ یہ کہ یہ ایجنڈا مقامی نہیں بلکہ مغرب سے درآمد شدہ ہے۔ مغرب پوری دنیا میں اپنی بالادستی چاہتا ہے لیکن ان کے سامنے مشکل یہ ہے کہ دنیا میں مختلف اقوام بستی ہیں جن کی اپنی اپنی تہذیب وثقافت اور ان کا اپنا اپنا کلچر ہے۔ خصوصاً مسلمان تو مغرب سے بالکل الٹ ہیں۔ ایسے میں ان پر حکمرانی کیسے کی جاسکتی ہے اور ان کا استحصال کس طرح ممکن ہے؟ اس کا انہوں نے واحد حل یہ نکالا کہ ساری دنیا کو اپنی تہذیب' روایات اور اقدار کا خوگر بنایا جائے' انہیں آسمانی قوانین پر عملی پیرا ہونے سے روک کر اپنے خود ساختہ قوانین کے سانچے میں ڈھالا جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام وہ خود براہ راست تو سرانجام نہیں دے سکتے اس لیے انہیں اپنے مقامی دوست واحباب کا تعاون لینا پڑ رہا ہے۔ اور یہ نادان' مسلمانوں کے بدترین دشمن کے بھیانک اور خوفناک منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے دن رات اس ''نیک کام'' کو سرانجام دینے میں جتے ہوئے ہیں۔

حدود آرڈیننس پر اسلامی نظریاتی کونسل نے گزشتہ دنوں اپنی عبوری رپورٹ جاری کی جس میں اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین نے کہا کہ یہ آرڈیننس قرآن وسنت کے منافی ہے اور اسے مکمل طور پر تبدیل کرنا پڑے گا اور یہ کہ اس آرڈیننس میں حدود کی ''فقہی تعریف'' کی گئی ہے لہٰذا اس کی قرآن وسنت کے تحت تشریح کی ضرورت ہے۔ موصوف نے یہ بات تو کہی کہ مذکورہ آرڈیننس قرآن وسنت کے منافی ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ کون سی شقیں ہیں جو بقول ان کے کتاب وسنت سے میل نہیں کھاتیں۔ اسی طرح ان کی یہ دوسری بات بھی کس قدر مضحکہ خیز ہے کہ بقول ان کے حدود کی فقہی تعریف الگ ہے اور قرآن وسنت کے تحت اس کی الگ تعریف ہے۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ موصوف کو شاید اس بات کا علم نہ ہو کہ ''فقہ اس علم کا نام ہے جس میں احکام شرعیہ کو دلائل شرعیہ سے مستنبط کیا جاتا ہے'' اور دلائل شرعیہ میں قرآن وسنت بھی شامل ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف الفاظ کی آڑ میں عام لوگوں کو کس قدر دیدہ دلیری سے گمراہ کر رہے ہیں۔ یہ اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین کا حال ہے تو باقی ارکان کے کیا کہنے!

یہ بات طے ہے کہ جنرل ضیاء الحق کے دور میں نافذ ہونے والے ''حدود آرڈیننس'' میں اسلامی قوانین کے منافی ایسی کوئی شق شامل نہیں جو قابل مواخذہ ہو اور نہ ہی ایسی کوئی شق اس میں ہے جس سے کسی کے حقوق پر زد پڑتی ہو۔ چنانچہ یہ بات ماننی پڑے گی کہ ضرور اس کو لاگو کرنے والے نظام میں کوئی خرابی ہے۔ اس لیے ہمیں وہ وجوہات اور اسباب تلاش کرنے پڑیں گے جس کی وجہ سے اس آرڈیننس کو مطعون ٹھہرایا جارہا ہے۔ اگر ہم انصاف کے ساتھ اس سارے معاملے پر غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ساری کی ساری خرابی انگریز کی طرف سے اپنے نوآبادیاتی نظام کو کنٹرول کرنے کے لیے بنائے جانے والے فرسودہ قوانین اور ہمارے ان کو گلے سے لگائے رکھنے میں ہے۔ اس لیے ضرورت اس کی ہے کہ ان خرابیوں کو ختم کیا جائے نہ کہ حدود آرڈیننس کو۔

حدود آرڈیننس پر ایک بڑا اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ یہ انسانوں کا بنایا ہوا قانون ہے جو یقیناً غلط بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ کتنا لغو اور بے ہودہ اعتراض ہے۔ جو قوانین انگریزوں نے اپنے مخصوص مفادات کے لیے بنائے تھے' ان پر عمل کرنا ہم اپنے لیے فرض عین اور اس کی خلاف ورزی کرنے کو قابل گردن زنی جرم قرار دیتے ہیں۔ اس وقت ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین ہیں جو یقیناً غلط بھی ہو سکتے ہیں' لیکن حدود آرڈیننس جس کو انسانوں نے محض مرتب کیا ہے جبکہ حقیقت میں یہ اللہ ورسول کے قوانین ہیں تو ہم اس کے پیچھے لٹھ لے کر پڑ گئے ہیں۔

دوسری طرف اگر دیکھا جائے تو میڈیا کے ذریعے ایک ایسے معاملے کو عوام کے سامنے اچھالنا جو خالص فقہی اور علمی نوعیت کا ہے' کہاں کی دانشمندی ہے؟ عوام ایسے مسائل سے صرف ناآشنا ہی نہیں بلکہ یہ ان کی فہم سے بھی بالاتر ہوتے ہیں' تو سوال یہ ہے کہ کیا ایسے مسائل عوام کے سامنے بیان کرنا اور ان کے سامنے بحث کے لیے پیش کرنا مناسب ہے؟ ہمارے خیال میں تو یہ قطعاً غیر مناسب اور ناپسندیدہ فعل ہے۔ علاوہ ازیں آج کل پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا ہر گھر میں عام اور دستیاب ہے' اس لیے اس مہم سے حجابات متاثر ہو رہے ہیں۔ زنا اور ہم جنس پرستی جیسے شنیع الفاظ چھوٹوں بڑوں' مردوں عورتوں اور نوجوان لڑکوں لڑکیوں کی زبان پر عام ہو رہے ہیں۔ ہمارے خیال میں دانستہ ان الفاظ اور اصطلاحات کو لوگوں میں عام کر کے ان کے دلوں میں موجود فطری نفرت اور کدورت دور کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور اگر ایسا ہے تو یہ یقیناً ایک خطرناک بات ہے۔

حدود آرڈیننس پر بحث سے اب تک بنیادی طور پر جو نقطۂ ہائے نظر یا آراء سامنے آئی ہیں وہ تین طرح کی ہیں۔ پہلا یہ کہ اس آرڈیننس کو بالکل سرے سے منسوخ کر دیا جائے۔ دوسرا نقطۂ نظر اس بارے میں یہ ہے کہ اس کو اپنے حال پر رہنے دیا جائے اور اس میں بالکل ترمیم سے گریز کیا جائے۔ تیسرا یہ کہ بنیادی طور پر حدود آرڈیننس کو تو نہ چھیڑا جائے البتہ اس کے نفاذ' طریقہ کار اور نظام میں ترمیم وتبدیلی لائی جائے۔ جہاں تک پہلے نقطۂ نظر کا تعلق ہے کہ اس کو بالکل منسوخ کیا جائے تو ہمیں اس سے کسی بھی طرح اتفاق نہیں اور نہ ہی ان کا یہ نقطۂ نظر انصاف پر مبنی ہے کیونکہ کسی قانون کو لاگو کرنے والے نظام میں اگر کوئی خرابی ہو تو اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں ہوتا کہ اس قانون کو ہی اکھاڑ پھینک دیا جائے۔ بلکہ طریقہ کار' نظام اور عدالتی نظام میں تبدیلی لاکر اس کو قابل عمل بنایا جانا چاہئے اور یہی مسلمہ اصول بھی ہے۔

دوسرا نقطۂ نظر کہ اس میں بالکل ترمیم وتبدیلی نہ کی جائے' یہ اس تناظر میں ہے کہ یہ سب کچھ کسی اصلاح یا نیک نیتی سے نہیں کیا جارہا بلکہ مغربی طاقتوں کے دباؤ اور ان کے اشاروں پر کیا جارہا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کا موقف بھی برحق ہے کیونکہ بات صرف ترمیم پر رک نہیں جائے گی بلکہ کل کلاں یہ زنا بالرضا اور ہم جنس پرستی جیسے افعال قبیحہ کو درست اور جائز قرار دینے کی مذموم کوشش کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہے اور اس پر ہی کیا موقوف' یہ تو محض ابتدا ہوگی۔ پھر اس کے بعد سلسلہ چل نکلے گا۔

اس سلسلے میں جو تیسرا نقطۂ نظر ہے اور جو بالکل متوازن اور قرین انصاف بھی ہے وہ یہ کہ آرڈیننس کو تبدیل یا منسوخ کرنے کی بجائے اس کو لاگو کرنے اور نافذ کرنے کے طریقہ کار پر غور کیا جائے اور نظام میں بنیادی طور پر واضح اور دوررس نتائج کی حامل تبدیلیاں کی جائیں اور انہی قوانین کو قابل عمل بنایا جائے۔ اس سے پہلے اصولی طور پر یہ طے کرنا چاہئے کہ آیا یہ ترمیم قرآن وسنت کے مطابق ہے یا نہیں' کیونکہ یہی ایک ضابطہ ایسا ہے کہ جس پر تمام لوگوں کا اتفاق ہوسکتا ہے۔ دوسری یہ بات طے کرنی ہوگی کہ یہ ترامیم اسلامی روایات واقدار پر مبنی ہیں یا مغربی پر' چنانچہ اگر مغربی روایات پر مبنی ہیں تو ظاہر ہے پھر یہ کسی طور پر قابل قبول نہیں ہوسکتیں۔ تیسرا یہ کہ چونکہ ان کا تعلق قرآن وحدیث سے ہے' اس لیے ان کے ماہرین یعنی جید علماء کی مدد سے ترامیم کی جائیں۔

(بشکریہ روزنامہ ''اسلام'')

☆ کیا تعلیم اور خدمتِ خلق کے ذریعہ انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے؟

☆ اقامت دین کی جدوجہد فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟

☆ ''پاکستان فرسٹ'' کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

قارئین ندائے خلافت کے سوالات کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

س: الکوحل ملے پرفیوم کا استعمال جائز ہے یا نہیں' کیونکہ میں نے حال ہی میں سنا ہے کہ یہ پرفیوم میڈیکیٹڈ ہوتے ہیں' رہنمائی کیجیے۔ (آصف رانے مولانی)

ج: جمہور علماء کے نزدیک شراب حرام بھی ہے اور نجس بھی ہے' لہٰذا الکوحل ملا پرفیوم استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ جبکہ فقہاء کے ایک گروہ کا موقف یہ ہے کہ شراب حرام ہے لیکن نجس نہیں ہے' جیسا کہ گدھا وغیرہ۔ اس لیے ان کے نزدیک الکوحل ملا پرفیوم استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک دوسرا موقف راجح ہے کیونکہ اُصول ہے کہ کل نجس حرام وکل حرام لیس بنجس' یعنی ہر نجس حرام ہے لیکن ہر حرام نجس نہیں ہوتا' مثلاً سود کی رقم ، بھنگ ، چرس' اگر یہ انسان کے جسم سے لگ جائے تو انسان ناپاک نہیں ہوتا۔ اس لیے قاعدہ یہ ہے کہ کسی حرام چیز کو نجس ثابت کرنے کے لیے ایک اور دلیل چاہیے ہوگی جو کہ واضح طور پر بتلاتی ہو کہ یہ حرام ہونے کے ساتھ نجس بھی ہے۔ اس کی ایک اور سادہ سی مثال لے لیں۔ سونا پہنا مردوں کے لیے حرام ہے لیکن سونا نجس نہیں ہے۔

س: انقلاب بذریعہ تعلیم اور انقلاب بذریعہ خدمت خلق کے تصورات کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ (نصیر)

ج: تبدیلی خدمت خلق سے بھی آتی ہے اور تعلیم کے ذریعے بھی' لیکن جس تبدیلی کی ہم بات کرتے ہیں یعنی نظام کی تبدیلی' اس کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ جہاد (یعنی غلبہ دین کے لیے ہر قسم کی کوشش) ہے۔

س: اقامت دین کی جدوجہد فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟ مفصل جواب دیجیے۔ (نعیم الدین)

ج: فرض، فرض ہوتا ہے۔ اقامتِ دین کی جدوجہد کے معاملے میں فرض عین اور فرض کفایہ کی بحث غیر اہم ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ ایک ہے اقامتِ دین اور ایک ہے اس کی جدوجہد۔ ملک اور ریاست کی سطح پر اقامت دین مسلمان حکمرانوں پر فرض عین ہے، اس لیے کہ وہ اس پوزیشن میں ہوتے ہیں کہ اس کام کو کر سکیں۔ جہاں تک عام لوگوں کا معاملہ ہے تو وہ اپنے وجود اور دائرہ کار میں جہاں انہیں اختیار ہے اقامتِ دین کے مکلّف ہیں۔ اس اعتبار سے یہ اُن پر بھی فرض عین ہے۔ باقی جہاں تک کفر و طاغوت کے غلبے کے دور میں نظام اور ریاست کی سطح پر دین کی اقامت کی جدوجہد کا تعلق ہے تو یہ ہر مسلمان پر اس کی استعداد، اس کے ظروف و احوال اور مقام و مرتبے (علمی و معاشرتی) کے اعتبار سے درجہ بدرجہ فرض ہے۔ ایک عالم پر اس کی فرضیت اور اس سے اس کی آخرت کے اعتبار سے مسؤلیت یقیناً ایک عام شخص سے کہیں بڑھ کر ہے۔ فرضیت کا یہ معاملہ فرض عین اور فرض کفایہ کی فنی نوعیت کی بحث سے بالاتر ہے۔

س: ''پاکستان فرسٹ'' کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج: اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ اصل حیثیت اسلام کی ہے۔ اسلام کو مقدم رکھنا چاہیے' وطنیت کو مؤخر۔

س: پاکستان میں اسلام غالب نہیں' مغلوب ہے۔ نفاذِ اسلام کا مرحلہ وار نبوی ؐ طریق بتائیں؟ (سید احسان اللہ شاہ بخاری)

ج: ہمارے نزدیک انقلاب کے درج ذیل چھ مراحل ہیں' جو سیرت النبی ﷺ سے ماخوذ ہیں:

1۔ دعوت 2۔ تنظیم
3۔ تربیت 4۔ صبر محض
5۔ اقدام 6۔ مسلح تصادم

اس مؤقف کے بارے میں تفصیل جاننے کے لیے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی کتاب ''منہج انقلاب نبوی ﷺ'' کا مطالعہ کریں۔

س: کیا میت کی نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا جائز ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں؟ (نذیر احمد سندھو)

ج: نمازِ جنازہ خود دعا ہے' لہٰذا ہمارے ہاں نماز جنازہ کے فوراً بعد جو دعا مانگی جاتی ہے وہ سنت سے ثابت نہیں ہے۔ البتہ میت کو قبر میں دفنانے کے بعد دعا مانگنا مختلف احادیث سے ثابت ہے۔

س: کسی مسلمان کی وفات پر قل' دسواں' چالیسواں کرنا یا جمعرات کو روٹی دینا کیسا عمل ہے۔ شریعت کی روشنی میں واضح فرمائیں۔ (انجینئر غلام مصطفیٰ)

ج: یہ تمام اعمال نہ سنت سے ثابت ہیں' نہ صحابہ کرامؓ کے عمل سے۔ اس لیے ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ ایسے تمام کام دین میں اضافے کے مترادف ہیں۔

✿ ✿ ✿

بقیہ: اداریہ

ہے کہ محترمہ اپنا مکمل سیاسی اثاثہ امریکہ بہادر کے قدموں میں نچھاور کر چکی ہیں۔ واجپائی جب اپنی فوج پاکستان کی سرحدوں پر جمع کرتا ہے تو محترمہ دہلی جا پہنچتی ہیں اور بنیاد پرستوں پر الزام دھر کر ایڈوانی کے کندھے کے ساتھ کندھا لگائے کھڑی دکھائی دیتی ہیں۔ یہ سب کچھ صرف اس لئے کہ امریکہ کو یہ تاثر دیا جائے کہ وہ مشرف سے کہیں بہتر اُس کی خدمت بجا لا سکتی ہیں۔ خطے میں اُس کے مفادات کی تکمیل میں مشرف سے بڑھ کر معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔ ایسے اعلانات اور اقدام پاکستان دشمنی پر مبنی تو ہیں' بھٹو دوستی بھی نہیں۔ باپ اور بیٹی کی پالیسیوں میں بعد المشرقین ہے۔

کالم ''تفہیم المسائل'' میں سوالات بذریعہ ڈاک یا ای میل ایڈریس media@tanzeem.org پر بھیجے جا سکتے ہیں۔

تنظیم اسلامی جار باجوڑ کا ماہانہ اجتماع

تنظیم اسلامی جار کے تحت دعوتی و تربیتی اجتماع جولائی 2006ء کے پہلے ہفتہ میں اُسرہ جار کی حدود میں منعقد کیا گیا۔ اجتماع کا مقصد اپنے رفقاء کے ساتھ خصوصی ملاقات کرنا اور تربیت گاہ نہ کرنے والے رفقاء کو دیر (پی بیوڑ) میں ہونے والے مبتدی تربیت گاہ میں شرکت کرنے پر آمادہ کرنا تھا۔ اس سلسلے میں امیر تنظیم جار جناب گل رحمٰن نے دو خصوصی گروپ تشکیل دیے۔ ایک گروپ تنظیم اسلامی باجوڑ کے سینئر ارکان جناب فیض الرحمٰن اور جناب غازی گل پر مشتمل تھا۔ غازی صاحب نے قذافی کے مقام پر نمازِ عصر کے بعد ایک لیکچر دیا جس میں کافی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ بعد میں آپ نے رفقاء اور احباب سے ملاقاتیں کیں۔ دوسرے گروپ میں راقم کے علاوہ تنظیم جار کے ناظم بیت المال جناب رفیق الرحمٰن شامل تھے۔ ہم نے اُسرہ حیاتی کے رفقاء سے ملاقاتیں کیں اور اُن سے تربیت گاہ میں شامل ہونے کا عہد لیا۔ نمازِ مغرب اور شام کے کھانے کے بعد الہدیٰ پبلک سکول جار میں امیر تنظیم جار گل رحمٰن نے رفقاء سے تنظیمی اور تربیتی حوالے سے مفصل گفتگو کی۔ نمازِ فجر اور ناشتہ کے بعد دُعا سے اس اجتماع کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: محمد سعید باجوڑ ایجنسی)

تنظیم اسلامی صادق آباد میں پانچ روزہ دعوتی پروگرام

2 تا 6 جولائی دفتر انجمن فلاح و بہبود سیٹلائٹ ٹاؤن صادق آباد میں پیغام قرآن کے عنوان سے ایک پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام منفرد نوعیت کا تھا۔ اس کا آغاز روزانہ نمازِ فجر کے بعد پونے چھ بجے ہوتا اور سات بجے اختتام پذیر ہوتا۔ سب سے پہلے درسِ حدیث ہوتا۔ جس کی ذمہ داری قاری مشتاق حسین ضیائی انجام دیتے رہے۔ درسِ حدیث کے بعد درسِ قرآن ہوتا۔ مقرر جناب حافظ محمد خالد شفیع صاحب تھے جنہوں نے درسِ قرآن کی ذمہ داری انتہائی احسن طریقے سے نبھائی۔ پروگرام میں خواتین کی شرکت کے لیے بھی الگ باپردہ انتظام کیا گیا تھا۔ الحمدللہ کافی تعداد میں مرد و خواتین شریک ہوئیں۔

دو دن کے وقفے کے بعد اسی نوعیت کا دوسرا پروگرام 9 تا 13 جولائی 2006ء کو صادق آباد شہر کی سب سے بڑی جامع لائبریری جو کہ مکمل انڈور سپورٹس کمپلیکس پر مشتمل ہے، میں ہونا طے پایا۔ پروگرام کے لیے جمعہ کے دن مساجد میں اشتہار تقسیم کیے گئے اور شہر کے مختلف علاقے میں بینرز بھی لگائے گئے۔ اِس پروگرام میں بھی درسِ حدیث اور درسِ قرآن کی ذمہ داری بالترتیب قاری مشتاق حسین ضیائی اور حافظ خالد شفیع انجام دیتے رہے۔

اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہے کہ ان پروگراموں میں حاضری توقع سے بہت زیادہ تھی۔ اور خواتین کی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ جگہ کی تنگی کی وجہ سے نمازِ فجر بھی وہیں ادا کرتیں۔ صادق آباد میں تنظیم کی سطح پر اس سے پہلے اتنا طویل اور بھرپور پروگرام کبھی نہیں ہوا تھا۔ عورتوں کے ذریعے تنظیم کی دعوت گھر گھر پہنچی۔ تنظیم کا دعوتی لٹریچر کثیر تعداد میں شرکاء میں تقسیم کیا گیا۔ صادق آباد کی ایسی آبادی جہاں کوئی رفیق موجود نہیں تھا، پروگرام کی کامیابی اللہ کے خصوصی فضل و کرم سے ہی ممکن ہوئی۔

(مرتب: پروفیسر سجاد منصور)

تنظیم اسلامی میرپور کی ماہانہ شب بیداری

تنظیم اسلامی میرپور اپنے رفقاء اور احباب کے لیے شب بیداری کی صورت میں تربیتی پروگرام ہر ماہ منعقد کرتی ہے۔ اِس بار یہ پروگرام 29 جولائی کو میرپور شہر کے مرکزی مقام جناح سکالرز سکول F/1 میں منعقد ہوا۔ رفقاء و احباب قبل نمازِ مغرب پہنچ گئے۔ مغرب کے فوراً بعد سورۃ العصر کی تلاوت اور اُس کی مختصر تشریح سے پروگرام کا آغاز ہوا جس کی سعادت پروفیسر عبدالباسط فاروقی نے حاصل کی۔ بعد ازاں مقامی امیر تنظیم سید محمد آزاد نے فرائضِ دینی کے تصور کو واضح کیا۔ اس کے بعد پروفیسر (ر) رحمت علی نے درسِ حدیث دیا۔ انہوں نے بتایا کہ جو لوگ دوسروں کی دُنیا بنانے کے لئے اپنی آخرت برباد کر لیتے ہیں وہ بڑے نادان ہوتے ہیں۔ اُن کا درس بڑا مؤثر اور فکر انگیز تھا۔ درسِ حدیث کے بعد پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین نے ''کائنات میں اِنسان کا مقام و مرتبہ'' کے علمی موضوع پر نہایت عالمانہ گفتگو کی۔ نمازِ عشاء اور اجتماعی طعام کے بعد مولوی محمد رفیق نے اسلام میں عدل کی اہمیت اور اُس کے قیام کی ضرورت پر زور دیا۔

ملتزم رفیق قاری شبیر احمد سلفی نے ''مسئلہ لبنان'' پر سیر حاصل گفتگو کی اور عالم اسلام کی بے حسی پر اظہار افسوس کیا۔ غلام سلطان نے ایک حدیث کو عنوان بنا کر عظمتِ قرآن کے موضوع پر گفتگو کی۔ تنظیم اساتذہ کے صدر پروفیسر ضیاء الرحمٰن قریشی نے اتحاد بین المسلمین اور مختلف دینی جماعتوں اور تحریکوں میں باہمی تعاون پر خصوصی زور دیا۔ اس کے بعد پروفیسر غازی علم الدین نے اس پروگرام میں اپنی شرکت پر مسرت کا اظہار کیا اور اس طرح کے پروگرام منعقد کرنے کی افادیت بیان کی۔

اس نشست کا اختتام مولوی عبدالرحمٰن کی رقت انگیز دُعا پر ہوا۔ ظفر اقبال صاحب نے ندائے خلافت میں شائع شدہ مضمون ''بڑے گھر والے'' پڑھ کر سنایا۔ سوا گیارہ بجے یہ نشست ختم ہوگئی۔ صبح پونے تین بجے رفقا نمازِ تہجد کے لیے بیدار ہوئے۔ نوافل و وتر کے بعد فیاض اختر میاں نے اذکارِ مسنونہ اور ادعیہ ماثورہ کا مذاکرہ کرایا اور زندگی کے معمولات میں مسنون دعاؤں کو شامل کرنے کی تلقین کی۔

نمازِ فجر کے بعد سید محمد آزاد نے سورۃ التغابن کے آخری رکوع کا درس دیا۔ درسِ قرآن کے بعد نقیب اسرہ افتخار احمد نے تمام حاضرین سے پروگرام کے بارے رائے معلوم کی۔ اکثریت نے پروگرام کو نہایت کامیاب اور مفید قرار دیا۔ اس پروگرام میں 13 رفقاء اور 18 احباب نے شرکت کی۔ بلاشبہ میرپور کے رفقاء نے خدمت کا حق ادا کر دیا۔ (مرتب: سید محمد آزاد)

تنظیم اسلامی سیالکوٹ کے زیر اہتمام شب بیداری

ہفتہ 29 جولائی کو مسجد فاطمہ میں تنظیم اسلامی سیالکوٹ کے زیر اہتمام شب بیداری کا پروگرام ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن حکیم سے ہوا، جس کی سعادت عرفان ڈار نے حاصل کی۔ اس کے بعد جناب پرویز اکرام بھٹی نے ''تنظیمی ڈھانچہ'' پر گفتگو کی۔

اگلا لیکچر جناب رضوان شیرازی کا تھا۔ اُن کا موضوع تھا: ''انقلاب کیا' کیوں اور کیسے؟'' انہوں نے فرمایا کہ رسول ﷺ کی بعثت کا بنیادی مقصد تمام ادیانِ باطلہ پر اسلام کو غالب کرنا تھا۔ انقلاب کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ انقلاب ایسا عمل ہوتا ہے جو اجتماعی زندگی کے کسی گوشے مثلاً سیاست' معیشت یا معاشرت میں کوئی تبدیلی پیدا کر دے۔ جناب طارق بٹ نے سود کی حرمت پر بڑے اچھے پیرائے میں گفتگو کی۔ تنظیم میں شمولیت کے بعد یہ ان کی پہلی تقریر تھی۔ انہوں نے بہت سی آیات قرآنی اور احادیث کی مدد سے سود کی حرمت اور اُس کے نقصانات کی وضاحت کی۔

نمازِ عشاء کے بعد امیر تنظیم اسلامی سیالکوٹ جناب عبدالقدیر بٹ نے رسومات اور بدعات پر درس دیا۔ انہوں نے بتایا کہ جب دین کو چند مراسم عبودیت کا مجموعہ بنایا گیا اور اس کی معاشرتی' معاشی اور سیاسی تعلیمات کو بھلا دیا گیا تو دین کے محدود تصور کی وجہ سے معاشرے میں فضول رسومات اور بدعات کا داخلہ ممکن ہوا۔ انہوں نے مختلف تقریبات اور تہواروں کے حوالے سے معاشرتی مشکلات کا تذکرہ کیا اور کہا کہ ان مشکلات کا حل یہ ہے کہ نبی ﷺ کے مبارک طریقہ کو اختیار کیا جائے۔

بعد ازاں کھانے کا وقفہ ہوا' جس کے بعد حافظ نعیم صفدر بھٹہ نے ''اختلاف باعث رحمت ہے'' کے حوالے سے گفتگو کی۔ جناب اقبال اسد جو مبتدی رفیق ہیں' پہلی دفع ڈائس پر تشریف لائے لیکن انہوں نے ''دینی فرائض کا جامع تصور'' بڑے دلنشین انداز میں سامعین کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ فرائض کی ادائیگی کے لئے بنیادی چیز نیت اور فرائض کا حقیقی شعور ہے۔ اس کے بغیر فرائض کی انجام دہی ناممکن ہے۔ آخر میں جناب فیصل وحید نے اسوۂ رسول ﷺ پر سیر حاصل گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم میں ایمان ہوگا تو ہم یقیناً اسوۂ رسول ﷺ پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ دنیا دھوکے کا سامان ہے' اس سے دل لگانا مومن کا شیوہ نہیں' ہمارا مقصد صرف رضائے رب ہے' جس کے لئے اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی لازم ہے۔ جناب عبدالقدیر بٹ نے اختتامی دعا کرائی۔ رات گیارہ بج کر بیس منٹ پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: اعجاز عصر)

تنظیم اسلامی فورٹ عباس کا ماہانہ تنظیمی و تربیتی پروگرام

4 اگست کو تنظیم اسلامی فورٹ عباس کا ماہانہ تنظیمی و تربیتی اجتماع ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا' جس کی سعادت جناب فرخ ضیاء نے حاصل کی۔ اس کے بعد امیر حلقہ جناب منیر احمد نے درس قرآن دیا۔ درس قرآن کے بعد مختصر وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد جناب ابرار اشرف نے درس حدیث دیا۔ بعد ازاں امیر حلقہ جناب منیر احمد نے اپنی اختتامی گفتگو کی۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کی سنت کی پیروی ہی صحیح طرز عمل ہے اور یہی وہ راہِ مستقیم ہے جو اُخروی نجات کی منزل تک لے جاتی ہے۔ دعائے مسنونہ پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں 30 رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ (رپورٹ: انجینئر غلام مصطفیٰ)

تنظیم اسلامی باغ کا '' جنڈالہ'' میں دو روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی باغ کے زیر اہتمام جنڈالہ میں دو روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام منعقد کیا گیا۔ پہلے دن بعد نماز جمعہ رفیق تنظیم جناب محمد شمیم نے نشتر ہال جنڈالہ میں درس قرآن دیا۔ اُنہوں نے بتایا کہ اسلام سے پہلے جاہلیت کے اندھیرے تھے۔ اِس دور میں سود' جوا' میوزک' بے پردگی' چوری' ڈاکہ' قتل و غارت گری عام تھی۔ اگر ہم آج کے دور کا جائزہ لیں تو موجودہ دور میں بھی زمانہ جاہلیت کا نقشہ دکھائی دیتا ہے۔ اُنہوں نے دین اور مذہب میں فرق کی وضاحت کی اور فرائض دینی کے جامع تصور کو بڑے موثر انداز میں واضح کیا۔ شرکاء پروگرام نے اس پروگرام کو پسند کیا۔ بعد ازاں چائے کے وقفے میں احباب سے سوال و جواب کی نشست ہوئی۔

بعد نماز مغرب جناب نذیر احمد اعوان نے درس قرآن دیا۔ بجلی نہ ہونے کی وجہ سے دیگر پروگرام مؤخر کر دیے گئے۔ اگلے روز نشتر ہال میں جناب خالد محمود عباسی نے شہادت علی الناس کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت تمام انسانیت کے لیے ہے۔ آپؐ نے پیغام رسالت امت تک پہنچا دیا اور اب یہ ذمہ داری امت محمد ﷺ کی ہے۔ مسلمانوں کے لئے لازم ہے کہ شہادت علی الناس کی ذمہ داری کو ادا کریں۔ انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لئے مغرب کو رہنما بنا لیا ہے' جبکہ ہمارے پاس الھدیٰ موجود ہے' جو بہترین نظام العمل ہے اور مکمل ضابطہ حیات پیش کرتا ہے۔ اس دو روزہ پروگرام میں تنظیم اسلامی کی کتب' آڈیو ویڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کا سٹال بھی لگایا گیا۔

فلک سیر (ٹورسٹ) ریزورٹ سائز ریسٹورنٹ ملم جبہ' سوات

9,600 فٹ بلندی پر واقع وادی سوات کے نہایت دلفریب اور پر فضا مقام **ملم جبہ** میں قیام و طعام کی بہترین سہولتوں سے آراستہ

جدید تعمیر شدہ شاندار ہوٹل

مینگورہ سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر اور سیاحت کارپوریشن پاکستان کی چیئر لفٹ سے چار کلومیٹر پہلے کھلے' روشن اور ہوادار کمرے' نئے قالین' عمدہ فرنیچر' صاف ستھرے ملحقہ غسل خانے'

اچھے انتظامات اور اسلامی ماحول

رب کائنات کی خلاقی و صناعی کے پاکیزہ و دلفریب مظاہر سے قلب و روح کو شاد کام کرنے کا بہترین موقع

تحریکی بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت

فلک سیر کارپوریشن' جی ٹی روڈ' امانت کوٹ' مینگورہ سوات

فون دفتر: 0946-725056' ہوٹل: 0946-835295'

فیکس: 0946-720031

نامے میرے نام

جناب محبوب الحق عاجز نائب مدیر ہفت روزہ ندائے خلافت' لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں ندائے خلافت کی مستقل قاریہ ہوں۔ ندائے خلافت' ایک شمع ہے' جس کے ذریعے شعور و آگہی کی روشنی پھیل رہی ہے۔ اللہ اس شمع کے ذریعے تمام مسلمانوں کو حقیقی ایمان سے بہرہ مند کرے۔ آمین۔

مکرمی! میں اس وقت بڑی ہی رقت آمیز کیفیت میں یہ سطور لکھ رہی ہوں۔ لبنان میں اسرائیلی جارحیت پر تمام دنیا خاموش تماشائی بنی رہی' مگر زیادہ افسوسناک بات تو یہ ہے کہ دین حق کی علمبردار ملت اسلامیہ بھی اس بربریت پر چپ سادھ کر بیٹھی رہی۔ عالم اسلام کے حکمران اس خوف سے لب کشائی نہ کر سکے کہ کہیں ہمارا حشر اس سے برا نہ ہو جائے۔ میں اکثر سوچتی ہو کہ ہماری مسلم حمیت کہاں چلی گئی ہے؟ ہم کیوں خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہے؟ کیا وجہ ہے کہ ہمارے دل باطل کی طاقت سے مرعوب ہوگئے؟ کیا ہم نے سب سے بڑی طاقت '' رفیق الاعلیٰ'' کو بھلا دیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق مسلمان جسد واحد کی مانند ہیں۔ چنانچہ جس طرح جسم کے کسی ایک حصہ میں تکلیف ہو تو سارا جسم اس درد کو محسوس کرتا ہے اسی طرح انہیں بھی ایک دوسرے کے درد کو محسوس کرنا چاہیے' لیکن ہمیں کیا ہو گیا ہے؟ ہمارے جسم نے اس درد کو محسوس نہیں کیا۔ ہمارے اعصاب شل ہو گئے۔

مکرمی! لبنان' عراق اور افغانستان پر جارحیت سے یہ واضح ہے کہ یہود و نصاریٰ اب کھلم کھلا بربریت پر اتر آئے ہیں اور ان کے مکروہ عزائم سے پردہ اٹھتا جا رہا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ کفار کے راستے کے صرف تین پتھر ہیں: حزب اللہ' حماس اور احمد نژادی۔ اگر آج لبنان کے '' حزب اللہ'' ڈھیر کر دیے جاتے تو حماس اور احمد نژادی میں بھی دشمن کے مقابلہ کے حوصلہ پست ہو سکتا تھا۔ رہے باقی مسلمان حکمران جو بے حسی کی چادر اوڑھے خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں' انہیں تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ انہیں یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ غفلت اور بزدلی کا مظاہرہ کرنے والوں کو جابر قوتوں نے کبھی معاف نہیں کیا۔ اگر انہیں عزت عزیز ہے تو وہ متحد ہوں اور اللہ سے بغاوت ترک کر کے اُس کی وفاداری کا راستہ اختیار کریں۔ یہی نجات کا راستہ ہے' یہی کامیابی کا زینہ ہے اور اسی میں امت کی سربلندی کا راز پنہاں ہے۔

ذرا سوچیے! حزب اللہ نے اسرائیل کو ناکوں چنے چبوا دیئے' کیا 57 اسلامی ممالک مل کر اسرائیل کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں رکھتے' جبکہ اللہ نے انہیں تیل کی دولت سے مالا مال کیا ہے اور ہر قسم کے وسائل عطا کئے ہیں؟ پھر کیا ہم نے اللہ کی طاقت کو بھلا دیا' جس نے بدر میں تین سو تیرہ صحابہ رضی اللہ عنھم کو کفار کے ایک ہزار کے لشکر پر غالب کیا۔

آیئے' ہم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامیں اور اللہ کی راہ میں جہاد کریں کہ یہی چیز مومن کا مطلوب و مقصود ہے۔

والسلام

صباحت موسیٰ

✿✿ضرورت رشتہ✿✿

☆ لاہور کی رہائشی' دینی گھرانے کی صوم وصلوٰۃ کی پابند دو بیٹیوں' عمر 23 سال' تعلیم ایف اے' اور عمر 21 سال' تعلیم بی اے کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔ والدین رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0300-4477828

☆ لاہور کے رہائشی' دینی گھرانے کی بیٹی' عمر 25 سال' قد 5 فٹ 4 انچ' تعلیم بی۔ اے کے لیے دینی گھرانے سے اچھی ملازمت پر فائز یا اچھا کاروبار والے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ رابطہ: 0300-4411401 042-5419672

اسرائیل کی بدعہدی

اسرائیل اور حزب اللہ کے مابین معاہدہ جنگ بندی کو ابھی ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا تھا کہ اسرائیلیوں نے اپنا اصل چہرہ دکھا دیا۔ 18 اگست کو معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بعلبک سے تیس کلومیٹر دور افقہ کے پہاڑی علاقوں میں اسرائیلی ہیلی کاپٹروں نے دو بکتر شکن گاڑیاں اتار دیں جن پر یہودی فوجی سوار تھے۔ لبنانیوں کو دھوکہ دینے کے لیے انہوں نے لبنانی فوج کی وردی پہنی ہوئی تھی لیکن حزب اللہ کے چھاپہ مار گاڑیاں دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ ان میں کون سوار ہے۔

اسرائیلی حکومت کا دعویٰ ہے کہ یہ حملہ اس لیے کیا گیا تاکہ حزب اللہ ایران اور شام سے آنے والا اسلحہ وصول نہ کر سکے۔ اس حملے میں فریقین کے مابین زبردست جنگ ہوئی جس میں ایک یہودی افسر مارا گیا جب کہ دو اسرائیلی فوجی زخمی ہو گئے۔ لبنانی حکومت اور حزب اللہ نے معاہدہ جنگ بندی توڑنے پر اسرائیل کی شدید مذمت کی ہے۔

لبنان میں اقوام متحدہ کے نمائندے روئیڈ لارسن نے کہا ہے کہ اگر اسرائیل نے واقعی لبنان پر حملہ کیا ہے تو یہ معاہدے کی واضح خلاف ورزی ہے۔ لبنانی وزیراعظم فواد سنیورا نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل سے احتجاج کرتے ہوئے بیان دیا کہ اس قسم کی اسرائیلی چھیڑ خانیوں کے باعث ہی معاملات خراب ہوتے اور پھر قابو سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اسرائیلی حملے نے ثابت کر دیا کہ حالیہ جنگ شروع کرنے کا ذمہ دار کون ہے۔

فلسطینی نائب وزیراعظم کی گرفتاری

لبنان جنگ کے باعث فلسطین کے حالات پس پشت چلے گئے تھے مگر یہ حقیقت ہے کہ سب سے زیادہ فلسطینی ہی اسرائیلی ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ پچھلے دنوں فلسطینی مزاحمتی گروپوں نے ایک اسرائیلی فوجی کو اغوا کر لیا تھا جس پر اسرائیلی فوج نے غزہ کی پٹی اور مغربی کنارے پر دھاوا بول دیا۔ اسرائیلی فوج اب تک حماس کے بیس سے زائد ارکان اسمبلی کو گرفتار کر چکی ہے۔ ان میں کئی وزیر بھی شامل ہیں۔ 18 اگست کو اسرائیلیوں نے حماس حکومت کے نائب وزیراعظم ناصر الحر کو بھی گرفتار کر لیا۔ حکومت اسرائیل کا دعویٰ ہے کہ چونکہ موصوف ایک ''دہشت گرد'' جماعت سے تعلق رکھتے ہیں' اسی لیے انہیں گرفتار کیا گیا۔ حماس کے رہنما اور فلسطینی وزیراعظم اسماعیل ھانیہ نے اس گرفتاری کی مذمت کرتے ہوئے کہا ''اسرائیل کی بھرپور کوشش ہے کہ وہ ہماری حکومت کو ناکام بنا دے۔ وہ فلسطینی عوام کی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنا چاہتا ہے۔ ہمارے رہنماؤں کی گرفتاری بلیک میلنگ ہے اور ہم کبھی اس دہشت گردی کے سامنے سر نہیں جھکائیں گے۔''

جہادی تنظیموں کے بعد اب دینی سیاسی تنظیموں سے خطرہ

کانگریشنل ریسرچ سروس امریکی دارالحکومت واشنگٹن میں قائم ایک معروف ادارہ ہے جہاں دانشور اور سیاسیات کے ماہر امریکی ارکان اسمبلی کے لیے ''پالیسی پیپرز'' تیار کرتے ہیں۔ اس ادارے کی تازہ ترین تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ امریکی حکومت کی موجودہ پالیسیاں ''دہشت گردی'' کو فروغ دے رہی ہیں۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ آنے والے وقت میں ''اسلامی تنظیموں'' (رپورٹ میں اسلامی تنظیموں کے بجائے دہشت گرد تنظیمیں لکھا گیا ہے) کی حمایت میں اضافہ ہو سکتا ہے' خصوصاً ان ممالک میں جہاں مسلمان کثیر تعداد میں آباد ہیں مثلاً پاکستان' بنگلہ دیش' انڈونیشیا۔ امریکی ماہرین نے یہ بھی نوٹ کیا ہے کہ کئی مسلم ممالک میں ''دہشت گرد گروپ'' انتخابات میں حصہ لینے لگے ہیں اور انہیں خاصے ووٹ بھی پڑے ہیں۔ ایسے ممالک میں پاکستان' فلسطین' لبنان اور مصر نمایاں ہیں۔ ان ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ گروپ خصوصاً امریکا کے لیے مصیبت کھڑی کر سکتے ہیں کیونکہ اب انہیں عوامی حمایت بھی حاصل ہو گئی ہے۔ اس رپورٹ سے صاف ظاہر ہے کہ امریکہ کی جنگ اسلامی نظام کے خلاف ہے' اس لئے وہ دنیا بھر میں کہیں بھی اسلامی قوتوں کو ابھرتا نہیں دیکھ سکتا۔

ایران کی جنگی تیاریاں

لبنان میں حزب اللہ کی شاندار کارکردگی کے بعد ایرانی حکومت کو خطرہ ہے کہ امریکا اور اسرائیل کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق اس پر حملہ کر سکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ دونوں ممالک ماضی میں کئی بار کہہ چکے ہیں کہ ایرانی ایٹمی تنصیبات ہوائی حملوں کے ذریعے تباہ کر دی جائیں گی۔ یاد رہے کہ اسرائیل نے 1981ء میں عراق کا زیر تعمیر ایٹمی ری ایکٹر ایف سولہ طیاروں کے ذریعے تباہ کر دیا تھا۔ تاہم ایرانی ایٹمی تنصیبات تباہ کرنا ایک مشکل کام ہے کیونکہ وہ پورے ایران میں پھیلی ہوئی ہیں۔

خطرے کی بو محسوس کر کے ایرانی افواج نے جنگی مشقیں شروع کر دی ہیں جو وسیع پیمانے پر جاری ہیں۔ 18 اگست کو پہلے مرحلے کے طور پر پاکستانی سرحد کے قریب واقع ایرانی صوبے سیستان بلوچستان میں مشقیں کی گئیں۔ خیال ہے کہ یہ مشقیں مزید پندرہ صوبوں میں بھی کی جائیں گی۔ ان مشقوں کا بنیادی مقصد خود کو حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار کرنا ہے۔ ان مشقوں میں ایرانی فوج نے نئے مقامی ساختہ ہتھیار بھی استعمال کیے ہیں۔

واضح رہے کہ حزب اللہ کے چھاپہ ماروں کو ایران کی ایلیٹ فوج' انقلابی گارڈز' نے فوجی تربیت دی تھی۔ انقلابی گارڈز ایرانی فوج سے الگ ادارہ ہے جس کا اپنا نظام ہے۔ اسی سال ماہ اپریل میں گارڈز نے بھی جنگی مشقیں کی تھیں جن میں نئے میزائلوں کے تجربے کیے گئے تھے۔

امریکا پاکستانی اڈوں کا معائنہ کرے گا

ایک اخبار کی رپورٹ کے مطابق پاکستان نے امریکا سے ایف سولہ طیاروں کے حصول کے لئے غیر معمولی سیکیورٹی پلان پر اتفاق کیا ہے۔ امریکا نے پاکستان کو ایف سولہ طیاروں کی فروخت کے حوالے سے شرائط سے آگاہ کیا ہے۔ امریکی حکومت ایف سولہ طیاروں کے حوالے سے سیکیورٹی پلان پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لئے حکومت پاکستان کے اقدامات کو مانیٹر کرے گی۔ امریکا پاکستان کے ایئر بیسز اور تنصیبات کا سیکیورٹی سروے کرے گا۔ طیاروں' ان کے آلات اور اس میں لگے اسلحے کی روزانہ جانچ پڑتال بھی اس پلان میں شامل ہے۔ اور اس سلسلے میں ان طیاروں تک پاکستانی ایئر فورس کی محدود تعداد امریکی اجازت سے ہی رسائی حاصل کر سکے گی جبکہ ان طیاروں کی پاکستانی حدود سے باہر پرواز کے لئے بھی امریکی حکومت سے اجازت لینا ہوگی۔ امریکی حکومت کا کہنا ہے کہ اس طریقے سے ہمیں ایک ملک کے اندر تک رسائی حاصل ہو جائے گی اور ہم معاملات کا گہرائی میں جائزہ لینے کے قابل ہوں گے۔

حکومت کو اس معاملے میں اپنی پوزیشن واضح کرنی چاہیے۔ اگر یہ سچ ہے تو اس کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ہم نے اپنی آزادی امریکہ کے پاس گروی رکھ لی ہے اور غلامی کا شکنجہ مزید سخت ہو رہا ہے۔

افغان پولیس ہتھیار ڈالنے لگی

افغانستان میں گزشتہ ایک ہفتے کے دوران طالبان اور اتحادی فوج کے درمیان ہونے والی جھڑپوں میں 71 اتحادی فوجی ہلاک اور درجنوں شدید زخمی ہو گئے۔ اس کے ساتھ طالبان نے اتحادی فوج کی تین گاڑیاں بھی تباہ کی ہیں۔ ادھر زابل صوبے میں 15 افغان پولیس اہلکاروں نے طالبان کمانڈر کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ افغانستان میں طالبان کے سامنے ہتھیار ڈالنے کی روایات ایک مرتبہ پھر زور پکڑنے لگی ہے۔ امریکہ اور اتحادیوں کو نوشتۂ دیوار پڑھ لینا چاہیے۔

بُش امت مسلمہ سے معافی مانگیں' امام کعبہ

سعودی عرب کی شوریٰ کونسل کے چیئرمین اور امام کعبہ ڈاکٹر صالح بن حمید حفظ اللہ تعالیٰ نے اسلام اور مسلمانوں کو فاشزم اور دہشت گردی کے ساتھ منسلک کرنے پر امریکی صدر بش سے عوامی سطح پر معافی کا مطالبہ کیا ہے۔ انہوں نے مسلم ممالک کی حکومتوں اور تنظیموں پر زور دیا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے کی کوششوں کو روکنے کے لئے موثر اقدامات اٹھائیں۔

public domain for the people to see truth from falsehood. Why not try answering the still lingering questions to save the world from the curse of "conspiracy theorists" and shut them up forever? Is answering the questions or making the evidence public too high a price which Washington and London are not willing to pay, even if it saves the humanity from the scourge of a global war?

In this environment, General Musharraf is seeing the writing on the wall for himself. He knows the best option for the United States to deal with him is to assassinate him (read: http://www.icssa.org/assassinate_musharraf.html for details). In such a situation, pulling the stunt of a terror plot is the least what we can expect from General Musharraf. The worst has yet to come. Stay tuned.

Note

[1] "Tip from Pak helped bust London terror plot'," Times of India, August 11, 2006.
http://timesofindia.indiatimes.com/articleshow/1882607.cms

Also see

Why the Terror Plots Are False

New Terror Plot: Only Seeing is Believing

"None of the alleged terrorists had made a bomb. None had bought a plane ticket. Many did not even have passports, which given the efficiency of the UK Passport Agency would mean they couldn't be a plane bomber for quite some time.

In the absence of bombs and airline tickets, and in many cases passports, it could be pretty difficult to convince a jury beyond reasonable doubt that individuals intended to go through with suicide bombings, whatever rash stuff they may have bragged in internet chat rooms.

What is more, many of those arrested had been under surveillance for over a year - like thousands of other British Muslims. And not just Muslims. Like me. Nothing from that surveillance had indicated the need for early arrests."

خصوصی سہ روزہ

تربیت گاہ برائے مدرسین

انشاءاللہ مورخہ 15 ستمبر (بروز جمعۃ المبارک) نماز عصر تا 17 ستمبر 06ء نماز ظہر

قرآن آڈیٹوریم

191۔ اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں منعقد ہو رہی ہے۔

امیر محترم کی خواہش کے مطابق زیادہ سے زیادہ مدرسین حضرات شرکت فرمائیں۔

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت

برائے رابطہ فون: 6316638 6366638

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی کے

رجوع الی القرآن کورس

(پارٹ I)

میں داخلے کے لیے طالبانِ قرآن سے درخواستیں مطلوب ہیں!

تعلیم یافتہ حضرات کے لیے قرآن حکیم کو سمجھنے اور فہم دین کے حصول کا سنہری موقع

یہ کورس بنیادی طور پر گریجوایٹس اور پوسٹ گریجوایٹس کے لیے ترتیب دیا گیا ہے' تا کہ وہ حضرات جو کم از کم گریجوایشن کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' انہیں اس کورس کے ذریعے ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے تاہم بعض استثنائی صورتوں میں ایف اے کی بنیاد پر بھی اس کورس میں داخلہ لیا جا سکتا ہے۔

نصاب

۱) عربی صرف ونحو
۲) ترجمۂ قرآن (تقریباً پانچ پارے)
۳) آیاتِ قرآنی کی صرفی ونحوی تحلیل (تقریباً دو پارے)
۴) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہ نمائی (منتخب دروسِ قرآن)
۵) تجوید وحفظ
۶) مطالعۂ حدیث
۷) اصطلاحاتِ حدیث
۸) اضافی محاضرات

○ کورس کا آغاز ان شاء اللہ ستمبر کے پہلے ہفتے سے ہوگا اور کورس کا دورانیہ نو (9) ماہ ہوگا۔

کورس کا تفصیلی پراسپکٹس

جس میں داخلے سے متعلق ضروری معلومات کے علاوہ کورس میں شامل مضامین کی تفصیل' طریق تدریس اور نظام الاوقات کی وضاحت بھی شامل ہے' درج ذیل پتے سے حاصل کریں:

ناظم برائے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس

36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور (فون: 03-042-5869501)

Vol: 15 Regd. No. LRL -50 No. 31

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail: abidjan@tanzeem.org)

General Musharraf's Hand in the New Terror Plot

We know it very well that there is no religious, logical, rational or moral basis for 24 persons deciding to blow up airlines en route to the United States from Britain. No sane person would ever commit to sacrificing his life for an act which has no religious justification, no moral legitimacy, or proven benefits to his community at large. The more we study these factors, the more we come to the conclusion that the latest terror plot, for which Pakistanis and British of Pakistani origin, have been blamed is nothing but another staged plot to benefit the least suspect.

In the recently published book, From BCCI to ISI: The Saga of Entrapment Continues, I concluded from the huge amount of information available in the public domain, mostly the so-called mainstream media, that the Pakistan's military intelligence agency, ISI (or, at the very least, its top leadership and some assets) unknowingly played a key role in pinning the blame of 9/11 on Arabs in Afghanistan.

In the wake of General Musharraf's growing desperation and the unveiling of new terror plot in UK with the help of "Pakistani intelligence agencies," one is forced to withdraw any benefit of doubt given to the ISI for its involvement in operation 9/11. It seems ISI was knowingly engaged then and it has a hand in cooking up the new plot now. In the case of 9/11, it was working to please General Musharraf masters. This time it is serving its own master: General Musharraf.

What an easy and cheap game unveiling new terror plots has become. You need not carryout sophisticated operation, such as 9/11, which leads to hundreds of unanswered question and a huge demand for honest answers and investigations. You need not kill 3000 people when you can build on the fear generated by the 3000 killed on 9/11 with just a few more arrests and secret evidence.

General Musharraf is in hot waters. However, he is not stupid. He knows what sells. He knows how to gamble. He knows what pleases his masters. He has been effectively selling himself and everything else since September 2001. For an intelligence agency at his disposal, which could play an effective role in the real terrorist attacks of 9/11, it is hardly any difficult to frame some Pakistanis with ties to Britain in a fake terror plot. This is definitely going to make his masters think twice before discarding him for an alternative.

The fake terror plot has direct roots in desperation of General Musharraf who wants to remain president-in-uniform for as long as possible. We need to see how he stayed in power so far. Without 9/11, General Musharraf would have been history by now, or he would have no international standing at all.

Given the available evidence, there is no doubt about ISI's playing a role in 9/11. However, there are two possible ways its involvement in 9/11 and the subsequent benefits for General Musharraf. One is ISI's knowing engagement and collaboration with other culprits in operation 9/11. The other is ISI's being used without its knowledge of the full scope of the operation.

If we assume ISI to be innocent, which was only tricked to frame Arabs for the 9/11 attacks, it means ISI's guilt was established as an agency supporting and financing the so-declared hijackers. It also means that that evidence about ISI's involvement in Operation 9/11 was used to blackmail General Musharraf into the quickest surrender and subsequent concessions to the United States. Five years later, a desperate dictator has no option but to stage a terrorist plot and demonstrate that he can act in favor of his masters without coercion as well.

If we assume that ISI was knowingly involved in operation 9/11 for the direct benefits of some forces outside Pakistan, what can hold it from staging just another terrorist plot for the benefit of General Musharraf?

Preposterousness of the alleged plot can be judged from the initial report in which a Pakistani intelligence official was reported as saying: "Pakistan had learned al-Qaida people 'while sitting somewhere in Afghanistan had discussed this plan.'"[1] Is it any difficult for the ISI to nab British nationals in Pakistan, make them say what they wanted to say and pass on information about the "plot" and friends or relative of the arrested persons to British intelligence agencies which, in turn, would do anything they can to make sure the arrests take place in the most dramatic way. The Islamophobic media is there to complete the rest of the job.

If it sounds too simple, how credible is the statement from Pakistani intelligence official that they heard about the terror plot from al-Qaeda people "sitting somewhere in Afghanistan had discussed this plan."

The truth of the matter is that General Musharraf won five more years and full legitimacy of his dictatorship after 9/11 but Pakistan suffered as a result. Similarly, as a result of the new terror stunt, he might get another lease on life, but in the process Muslims all over the world suffer. On the one hand, anti-Islam feelings gain new momentum, but on the other the campaign against such false terror plots and false flag operations increases. The U.S. and U.K. governments and its allies can hardly hide behind their accusing honest analysts and intellectuals of hatching conspiracy theories.

If the the "conspiracy theorists" are spreading hatred of the most civilized and noble in power in London and Washington, which are leading more Muslims into engaging in terrorist activities, why not put the evidence for 9/11, 7/7 and the latest terrorist plots in